الحمد للہ والمنہ کہ رسالہ ہدایت مقالہ در تائید جلاء العین فی رفع الیدین موسومہ بہ

فی رد

مؤلفہ علامۂ زمن جناب مولانا محمد ظہیر احسن صاحب شوق محدث نیموی دام فیضہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا وَّ مُسَلِّمًا - **اَمَّا بعد** خادم حدیث نبوی **محمد ظہیر احسن شوق** نیموی عرض کرتا ہے کہ فی الحال ہمارے قدیم کرمفرما جناب مولوی **محمد علی** صاحب ساکن مئو ضلع اعظم گڈھ نے ہمارے رسالہ **جلاء العین فی رفع الیدین** کا جواب لکھکر چھپوایا ہے جسکا نام **القول المحلّٰی** بشکل نزاین رکھا ہے - جناب معترض نے اگر میرے رسالہ کا جواب لکھا تو مجھے اسکی شکایت نہین بلکہ مقام مسرت ہی کیونکہ تجربہ سے خوب ثابت ہو گیا ہے کہ ردّ و قدح سے اہل انصاف پر حق ظاہر ہوجاتا ہے اور شکوک و اوہام دفع ہوجاتے ہین مگر ہان اتنی شکایت ضرور ہے کہ عوام کو دھوکا دینے کے لئے بعض عبارات عربیہ کا مطلب بالکل بدلکر بیان کیا ہے چنانچہ **درایہ** کی ایک روایت کے وہ معنی بیان کئے کہ علما تو علما طلبہ بھی اوسکی غلطبیانی کا اقرار کرسکتے ہین - اسکے علاوہ میرے رسالہ کا جواب ایسے شخص کو لکھنا مناسب تھا جو فن حدیث مین مہارت تامہ رکھتا ہو - حضرت معترض کی یہ حالت ہی کہ بعض حضرات نے جو یہ لکھدیا ہی کہ رفع یدین فی القنوت فعل نبوی تو نہین نبوی کسی صحابی بلکہ کسی جلیل القدر تابعی سے بھی منقول نہین - غالباً آپ نے اسی قول پر اعتماد کرکے آخر رسالہ مین رفع یدین فی الوتر سے بڑے دعوے کے ساتھ انکار کیا ہے - حالانکہ امام بخاریؒ کے رسالہ رفع الیدین مین جو چھپکر عام طور سے شایع ہوچکا ہی یہ روایت صحیحہ موجود ہے -

حدثنا عبد الرحیم المحاربی ثنا زائدۃ عن لیث عن عبد الرحمن بن الاسود عن ابیہ عن عبد اللہ انہ کان یقرأ فی اٰخر رکعۃ من الوتر قل ھو اللہ احد ثم یرفع یدیہ فیقنت قبل الرکعۃ - یعنی عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وتر کی آخر رکعت میں وہ قل ہو اللہ پڑھتے اور قبل رکوع ہاتھ اوٹھاتے - اور اسی رسالہ میں حضرت عمرؓ بن الخطاب کا رفع یدین فی القنوت بھی بسند صحیح مروی ہے - افسوس کہ جس امر کی روایت ایسی متداول کتاب میں موجود ہے حضرت معترض نے اوس سے انکار کردیا اور یہ لکھا کہ احناف کے ہاتھ مین کونسی حدیث پہونچ گئی ہے جسپر بشوق عمل در آمد ہے" اور سب سے بڑھ کے تعجب یہ ہے کہ مین نے اپنے رسالے مین نہایت دعوے کے ساتھ لکھا تھا کہ رفع یدین فی الرکوع خلفاء اربعہؓ سے باسناد صحیح ہرگز ثابت نہین مگر چونکہ مجھے اوسیوقت یہ خیال ہو اتھا کہ عجب نہین کہ حضرات مخالفین کو بعض روایات ضعیفہ کی وجہ سے دھوکا ہو جاے مین نے حاشیہ مین اونکو نقل کرکے اونکا ضعیف ہونا ظاہر کردیا - نہایت تعجب ہے کہ میرے رسالہ کا جواب لکھا گیا مگر کوئی روایت صحیحہ اس باب مین پیش نکرسکے - بلکہ وہی روایات مجروحہ نقل کرکے اور میرے ایرادات کے مہمل جواب لکھکر یہ دعوے کردیا گیا کہ شیخین رضؓ سے رفع یدین ثابت ہو - اس بارے مین حضرت معترض سے جو فاش لغزشین ہوئی ہین وہ عنقریب حضرات ناظرین پر ظاہر ہو جائینگی - **قولہ** اس مین شک نہین کہ مسئلہ رفع الیدین عند الانحطاط والنہوض اگرچہ عہد نبوی و عہد صحابہ مین برابر جاری تھا الخ - **اقول** جسنے جلاء العینین بنظر انصاف دیکھی ہے اوسپر خوب روشن ہے کہ آپکا یہ دعوے محض غلط ہے - جب خلفاء اربعہ رضؓ ہی سے ثابت نہین تو اور صحابہؓ کا کیا ذکر - رہا عہد نبوی اوسکی حالت یہ ہے کہ کسی زمانے مین بیشک اسکا رواج تھا مگر آخر عہد مین اسکا مروج رہنا ہرگز ثابت نہین ہوتا **قولہ** لیکن مذہب امام مالکؒ کا الخ **اقول** جو کچھ ہو مگر اون سے اشہر روایات ترک رفع یدین ہے اور اسی پر مالکیہ کا عمل ہے جیسا کہ مین نے اصل رسالہ مین ثابت کردیا ہے - اور علامہ زرقانی مالکی نے شرح موطا مین لکھا ہے ترک مالک فی المشہور القول باستحباب ذلک - **قولہ** رفع یدین بین السجدتین کی منسوخیت کے نہ امام شافعیؒ قائل ہین اور نہ امام احمدؒ الخ **اقول**

کتب احادیث سے بھی مستفاد ہوتا ہے کہ یہ حضرات نسخ کے قائل ہوئے نہ یہ کہ اس بارہ مین
اونکے نزدیک کوئی حدیث ثابت ہی نہین ہوئی - اچھا ہم تسلیم کرلیتے ہین کہ اس بارے
مین اون کے نزدیک احادیث ہی ثابت نہین ہوئین مگر جب ہم ثابت کردینگے تو کیا کرنا
ہوگا وہی دقت جو مین نے لکھی ہے پیش آئیگی یا نہین - اچھا کچھ دیر صبر کیجیے بحث تذنیب
مین دیکھ لیجیےگا کہ کس زور شور سے اسکو ثابت کردیتا ہون - **قولہ** یہ اوسوقت ہے جبکہ
بمقابلہ اقوال صحابہ کوئی حدیث صحیح مرفوع موجود نہو الخ **اقول** یہ قاعدہ علے الاطلاق
ہمارے نزدیک ہرگز صحیح نہین بلکہ ایسے امور مین جنمین ہمین یقین ہے کہ صحابہ رضہ کو ضرور
خبر تھی افعال صحابہ کی طرف ہم ضرور نظر کرین گے اور ہم کیا اس قسم کے اجتہادات خود ائمہ
دین رح کرگئے ہین اور مانحن فیہ مین صرف آثار صحابہ رضہ نہین بلکہ حدیث مرفوع بھی ہے -
قولہ بقولہ تعالےٰ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ
اقول ہمنے ضرور اس آیت کریمہ پر عمل کیا - ہمنے پہلے قرآن کیطرف رجوع کی اوس مین
رفع یدین کا بیان نہ پایا - آنحضرت صلعم کیطرف رجوع کی آپ کے افعال مختلف پائے یعنی کرنا
نکرنا دونون طرح - ایسی حالت مین ہمین دیکھنا پڑا کہ آخر عہد مین آپ کیا کرتے تھے - آیا
رفع یدین کرتے تھے یا نہین - کسی روایت سے صراحۃً کچھ ثابت نہوا - ناچار خلفاء رضہ راشدین
کی طرف توجہ کی کیونکہ عقل کبھی قبول نہین کرتی کہ ایسے امور مین جنکی خبر صحابہ کو ہو اور بلا مشقت
حاصل ہوسکتے ہون صحابہ رضہ نے خلاف فعل نبوی کیا ہو دوسرے خود فرمان والاشان ہے
علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین جب ہمنے نظر انصاف و دیدہ تحقیق سے
دیکھا تو کسی روایت صحیحہ سے انکا رفع یدین کرنا ثابت نہوا بلکہ اسکے خلاف ثابت ہوا اور
دوسرے صحابہ کے زمانے مین بھی اسکا عدم رواج پایا - غرضکہ انھین باتون کے ملانے سے نتیجہ یہہ
نکلا کہ آنحضرت نے رفع یدین پہلے کیا تھا پھر چھوڑدیا - اور یہہ نسخ التزامی ہے نہ صریحی اسی لیے
ہمارا یہہ خیال ہے کہ بہر صورت ترک ہی مین احتیاط ہے **قولہ** اس خصوص مین تمام صحابہ رضہ بھی
متفق ہین الخ - **اقول** یہ قول غلط اور محض غلط ہے عبد اللہ بن مسعود کے ترک رفع یدین سے
کسی محدث کو انکار نہین حافظ ابن حجر نے فتح الباری صفحہ مین لکھا ہے قال ابن عبد البر

کل من رُوی عنہ ترک الرفع فی الرکوع والرفع منہ رُوی عنہ فعلہ الا ابن مسعود یعنی ابن عبد البر نے کہا ہے کہ جن جن حضرات سے ترک رفع یدین مروی ہے اون سے کرنا بھی منقول ہے مگر ابن مسعود کہ ترک کے سوا ان سے فعل منقول ہی نہین۔ اور ترمذی نے لکھا ہے حدیث ابن مسعود حدیث حسن وبہ یقول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین وہو قول سفیان واہل الکوفۃ حضرت عمرؓ وعلیؓ کا ترک بھی مین نے بسند صحیح ثابت ہی کر دیا ہے۔ اسپر یہہ دعوے کہ تمام صحابہ رضؓ متفق ہین کسقدر لغو ہے۔ رہا حسن بصریؒ اور حمیدؒ بن ہلال کا قول جسکو امام بخاریؒ نے اپنے رسالے مین نقل کیا ہے اوس سے صرف اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ صحابہؓ رفع یدین کرتے تھے جس سے مؤلف کو انکار نہین۔ اوس قول سے یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ تمام صحابہؓ رفع یدین کرتے تھے۔ حسن بصری آخر خلافت عمرؓ مین پیدا ہوئے تھے۔ شیخین اور بہتیرے صحابہ کو پایا ہی نہین اور حمید بن ہلال نے تو خلفاء اربعہ مین سے کسیکو دیکھا ہی نہین۔ **قولہ** کسی جانب خلفاء راشدین کا ہونا یہ دلیل ترجیح ہے نہ دلیل نسخ **اقول** ایسے امور جنکو روزمرہ کرنا ہوتا ہے اور جنکے بارے مین ہمین یقین ہے کہ خلفاء کو ضرور خبر تھی اور اونکے کرنے مین کسی قسم کی مشقت نہین اونکے باب مین خلفاء کا کسی جانب ہونا ہمارے نزدیک ضرور دلیل نسخ ہے۔ امام طحاوی نے بھی معانی الآثار مین حضرت عمرؓ وعلیؓ کے ترک رفع یدین کو دلیل نسخ ٹھہرایا ہے۔ تعلیق الممجد مین اس مادہ مین جو کچھ لکھا ہے وہ میرے نزدیک قابل قبول نہین۔ اچھا یہی سہی کہ کسی جانب خلفاء کا ہونا دلیل ترجیح ہے۔ جب خلفاء سے ترک رفع یدین ثابت ہے تو ترک کو ترجیح ضرور ہے۔ آپ اسیقدر مانئے کہ ترک کو ترجیح ہے۔ **قولہ** مؤلف کے نزدیک اگر یہ وجہ نسخ ہے تو بہتیرے مسئلے جو عند الاحناف افضل اور معمول بہا ہین منسوخ ٹھہر جائینگے۔ **اقول** حنفیہ کے نزدیک کوئی مسئلہ نہین جو ہمنظیر رفع یدین ہو اور خلفاء کے مذہب کے خلاف آپ ایک آدھ مسئلہ بھی انشاء اللہ تعالے ثابت نہین کرسکتے۔ **قولہ** از انجملہ مسئلہ تکبیرات عیدین ہے

حنفیہ کے نزدیک چار تکبیرین عیدین مین معمول بہا ہین اور عمل خلفا ر راشدین کا اسکے
برخلاف ہی **اقول** اس مسئلہ مین حنفیہ کا مذہب احادیث و آثار کے رو سے نہایت ہی قوی
ہے چنانچہ میری کتاب **آثار السنن** کے چھپ جانے سے ظاہر ہوجائیگا - بارہ تکبیرات کی
روایتین ایک آدھ کے سوا کہ اوسمین بھی کلام ہے کل ضعیف ہین - رہے خلفا ر راشدین رضؓ
اونکا عمل خلاف مذہب حنفیہ ہرگز کسی روایت صحیحہ سے ثابت نہین - اگر کوئی روایت آپ کے
نزدیک صحیح ہو پیش کیجئے اور اوسکی تضعیف مجھ سے سنئے - **قولہٗ** از انجملہ مسئلہ افضلیت
وقت فجر ہے احناف کے نزدیک اسفار بالفجر اولےٰ وہ افضل ہے اور خلفا ر راشدین کے
نزدیک تغلیس افضل ہے الخ **اقول** علامہ حازمی کے صرف اس کہدینے سے کہ روینا
ذلک عن الخلفاء الراشدین یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ باسناد صحیح ان حضرات سے
یہ ثابت ہو کہ انکے نزدیک تغلیس افضل ہے - ذرا آپ ہی بسند صحیح ثابت کردین تو مین جانون
اچھا ایک اثر مجھ سے بھی سن لیجئے - امام طحاوی باسنادہ معانی الآثار مین روایت کرتے
ہین عن ابراهیم النخعی قال ما اجتمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم علی شیٔ ما اجتمعوا علی التنویر یعنی ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ جسقدر
تنویر فجر پر صحابہ رضؓ کا اجماع ہے کسی اور شے پر نہین **قولہٗ** تلخیص الحبیر مین ہے وعن
ابی بکر الصدیق الخ **اقول** اس روایت کی تضعیف جلاء العینین کے حاشیہ مین
موجود ہے - **قولہٗ** وعن عمر نحوہ الخ **اقول** اسکی سند پیش کیجئے - حاکم کا تساہل مشہور
ہے اونکے محفوظ کہدینے سے یہ اثر صحیح نہین ہوسکتا - **قولہٗ** مؤلف نے اس روایت کو
صفحہ ۴ کے منہیہ مین نقل کرکے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ روایت متصل السند نہین اسواسطے
کہ اس روایت کو ابوعبداللہ محمد بن عبد اللہ الصفار الزاہد نے ابواسمعیل محمد بن اسمعیل سلمی سے قال کہکے
روایت کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابوعبداللہ نے ابواسمعیل سے خود نہین سنا ہی اسواسطے
کہ اگر خود سنے ہوتے تو حدثنا یا اخبرنا و ما ضاہاہا من الالفاظ سے روایت کرتے الخ -
اقول استغفر اللہ ثم استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ معترض صاحب نے عوام کو دھوکا
دینے کے لئے میری عبارت کی ایسی تحریف کی کہ دعوے کی دلیل ہی بدل دی اور اپنی

گڑھی ہوئی دلیل پیدا یادداشت کر کے میرے حق میں بُرا بھلا جو کچھ لکھنا تھا لکھ گئے ۔ حضرات
ناظرین ذرا انصاف کریں کہ میں نے یہ عبارت لکھی ہے " اس روایت کی ضعف کی وجہ
یہ ہے کہ متصل السند نہیں بیہقی نے اسکی سند یوں لکھی ہے اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ ثنا
ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الصفار الزاہد املاء من اصل کتابہ قال قال ابو اسمعیل محمد
بن اسمعیل السلمی الخ محمد بن عبد اللہ صفار کا سماع محمد بن اسمعیل سلمی سے جو شیوخ ترمذی
ونسائی سے ہیں ثابت نہیں یہی وجہ ہے کہ صفار نے قال ابو اسمعیل کہا حدثنا یا
اخبرنا کے ایسے الفاظ نہیں کہے اور یہی وجہ ہے کہ بیہقی نے بعد اخراج اسنادہ
صحیح نہیں کہا بلکہ رجالہ ثقات کہا انتہی ۔ اس عبارت کا **خلاصہ** یہہ ہوا کہ یہ روایت
ضعیف ہے اور ضعیف ہونیکی وجہ یہ ہے کہ متصل السند نہیں اور متصل السند نہ ہونے کی وجہ یہ ہے
کہ صفار کا سماع سلمی سے ثابت نہیں اور چونکہ سماع نہیں ہے صفار نے صرف قال پر اکتفا
کی اور مخرج نے رجالہ ثقات پر ۔ معترض صاحب کو اسکے جواب میں صفار کا سلمی سے لقا
وسماع ثابت کرنا تھا یہ تو حضرت سے ہو نسکا چالاکی سے قال کو متصل السند نہ ہونیکی وجہ ٹھہرا کر
بحث چھیڑ دی اور بہت کچھ طنز آمیز کلمات لکھ گئے ۔ مجھے سخت تعجب یہ ہے کہ سنا جاتا ہے
کہ معترض نے اپنا رسالہ چند ارباب علم کو دکھا کر شائع کیا ہے پھر بھی ایسے خرافات کیوں لکھی گئے
قولہ اور نیز درایہ تخریج ہدایہ میں ہے قال عبد الرزاق الی قولہ اور تلخیص الحبیر میں
ہے قال عبد الرزاق اخذت ذلک عن ابن جریج واخذہ ابن جریج عن عطاء
واخذہ عطاء عن ابن الزبیر واخذہ ابن الزبیر عن ابی بکر واخذہ ابو بکر
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اھ حاصل ان دونوں عبارتوں کا یہ ہے کہ محدث
عبد الرزاق فرماتے ہیں الخ **اقول** اس روایت کے انقطاع کی وجہ یہ ہے کہ عبد الرزاق
نے جو یہ کہا کہ ابن جریج نے اسکو عطاء سے سیکھا ہے یہ عبد الرزاق کو کیونکر معلوم ہوا
آیا خود ابن جریج سے معلوم ہوا یا کسی اور شخص کا واسطہ ہے اور اسیطرح یہ جو کہا کہ عطا
نے ابن زبیر سے سیکھا کیونکر معلوم ہوا آیا عطا نے ابن جریج سے اور ابن جریج نے ان سے
کہا یا کوئی اور واسطہ ہے وقس علی ہذا **قولہ** اگر یہ مراد ہے کہ عبد الرزاق اور ابن جریج میں

کوئی واسطہ چھوٹ گیا ہے تو یہہ مؤلف کی سمجھ کی خوبی ہے اسواسطے کہ ابن جریج تو خود شیوخ عبد الرزاق سے ہین۔ **اقول** جناب والا مؤلف کو معلوم ہے کہ ابن جریج شیوخ عبد الرزاق سے ہین یہ کوئی بھاری بات نہین۔ آپ اپنی سمجھ پر افسوس کرین کہ مطلب سمجھے نہین۔ جناب والا عبد الرزاق نے عطار کا زمانہ نہین پایا پس اونکا یہ کہنا واخذہ ابن جریج عن عطاء ضرور منقطع ٹھہریگا۔ آپ اسکو کیا جانین کسی ماہر فن سے پوچھ دیکھئے۔ اور مؤلف کو توان سب کے اخذ سے کچھ بحث نہین اصل مقصود یہ ہے کہ اس اثر مین عبد الرزاق نے جو یہ کہا ہے۔ واخذہ ابن الزبیر عن ابی بکر اسکی سند کیا ہے۔ ہان یہ روایت جب متصل السند کہلاتی کہ عبارت یون ہوتی وقال ابن جریج واخذت ذالک عن عطاء وقال عطاء اخذته عن ابن الزبیر وقال ابن الزبیر اخذته عن ابی بکر الصدیق۔ جناب معترض نے جو یہ لکھا ہے کہ احتجاج بحدیث معنعن مذہب جمہور محدثین کا ہے محض بموقع ہے۔ مین کچھ اور ہی کہتا ہون آپ کچھ اور ہی فرماتے ہین **قولہ** مولف نے اس روایت کی ردمین ایک دوسری تقریر بھی پیش کی ہے وہ یہ کہ اخذ سے ہر امر مین متابعت لازم نہین آتی دیکھو ابن الزبیر بسم اللہ کو بالجہر پڑھتے تھے اور ابوبکر کا اخفا ثابت ہے سو یہ تقریر مولف کی اوس صورت کے ساتھ متعلق ہے جبکہ عبد الرزاق یون کہتے کہ مین نے نماز ابن جریج سے سیکھی ہے اور اونھون نے عطار سے اور عطار نے ابن الزبیر سے اور ابن الزبیر نے ابوبکر سے الخ **اقول** مجھے حیرت ہے کہ باوجود قصور نظر معترض صاحب کو میرے رسالے کے جواب لکھنے کا کیون شوق ہوا جناب والا درایہ ابن حجر نقب الرایۂ زیلعی کا ملخص ہے۔ **نصب الرایہ** مین یون لکھا ہے اخذ ابن جریج صلاته عن عطاء بن ابی رباح واخذ عطاء صلاته عن عبد اللہ بن الزبیر واخذ ابن الزبیر صلاته عن ابی بکر الصدیق۔ ذرا آنکھین کھولکر دیکھئے کہ صلاته کا لفظ موجود ہے۔ اور **سنن بیہقی** مین یون ہے سمعت عبد الرزاق یقول اخذ اهل مكة الصلاة عن ابن جریج و اخذ ابن جریج عن عطاء الخ ان دونون اثر سے صاف

قولہ سلسلہ ثابت ہو کہ اخذ صلوٰۃ کی نسبت یہ روایت ہو نہ خاص رفع یدین کے بارے مین
اخذ ہر ایک آخذین کا اس روایت مین اسی رفع یدین سے متعلق ہے - **اقول** مین نے
نصب الرایہ اور سنن بیہقی کی جو عبارتین نقل کین اونسے بخوبی ثابت ہو کہ صلوٰۃ ہی کے متعلق ہے - درایہ مین بنظر اختصار صلاۃ کا لفظ حذف کردیا ہے اور تلخیص مین ذلک سے مراد وہی صلاۃ
قولہ اگرچہ بظاہر اس روایت سے حضرت علی رضہ کا رفع یدین کرنا ثابت نہین ہوتا ہے لیکن
غور کرنے سے حضرت علیؓ کا بھی رفع یدین کرنا نکل آتا ہے الخ **اقول** جی ہان صرف
نقل روایت سے اگر یہ بات ہے تو جناب والا صحابہ رضہ سے یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرتؐ
نے متعہ کی اجازت دی ہے اوس سے آپ یہ نکالینگے کہ وہ صحابہؓ بھی حلت متعہ کے قائل تھے
قولہ یہ حدیث عبد اللہ بن مسعود کی بزیادت ثم لم یعد محفوظ نہین الخ - **اقول**
یہ مین بھی جانتا ہون کہ بعض محدثین نے اس لفظ کو غیر محفوظ کہا ہے مگر غیر محفوظ ہونے
کی جو وجہ بیان کیگئی ہے محققین نے اسکا جواب دیدیا ہے اور بعد تحقیق یہ ثابت ہوتا ہے
کہ بیشک یہ روایت صحیح یا حسن ہے یہی وجہ ہے کہ **ترمذی** نے اسکی تحسین کی ہے اور
ابن حزم نے تصحیح فرمائی ہے - بہرکیف حق یہ ہے کہ یہ حدیث بیشک صحیح ہے اور غیر
محفوظ ہونے کا دعوے محض غلط ہے کیونکہ غیر محفوظ ہوتا جب ثابت ہو کہ تفرد ہو مین نے
جلاء العینین مین متابعت ثابت کردی ہے - رہا یہ قول کہ ابن ادریس کی کتاب مین ثم
لم یعد نہ تھا - اسکا جواب یہ ہے کہ بعض اصحاب عاصم کی کتاب مین نہونے سے یہ لازم
نہین آتا کہ عاصم کی کسی روایت مین یہ لفظ نہو سفیان ثوری ایسے ثقہ کی روایت مین جب
یہ زیادت موجود ہے تو کیون مقبول نہوگی - جناب والا یہ کچھ خبر ہے کہ یہ زیادت کیون غیر محفوظ
کہی گئی ہے امام بخاری وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ سفیان کا وہم ہے اور ابن قطان وغیرہ کے
نزدیک وکیع کا وہم ہے - یہ قول جب قابل قبول ہوتا کہ سفیان یا وکیع متفرد ہوتے حالانکہ
مین نے ہر ایک کا تابع ثابت کردیا ہے - پھر غیر محفوظ ہونیکا دعوے کیونکر صحیح ہوسکتا ہے -
اور حافظ زیلعی نے نصب الرایہ مین لکھا ہے فالبخاری وابو حاتم جعلا الوهم فيه
من سفيان وابن القطان وغيره يجعلون الوهم فيه من وكيع وهذا الاختلاف

یودی الی طرح المقبولین والرجوع الی صحۃ الحدیث لو زدنا عن الثقات
یعنی بخاری ابو حاتم سفیان کا وہم قرار دیتے ہین اور ابن قطان وغیرہ وکیع کا - اور یہ اختلاف
اس امر کو مقتضی ہے کہ یہ دونون قول چھوڑ دئے جائین اور چونکہ ثقہ لوگون سے مروی ہے
اسکی صحت مان لیجاے **قولہ** اور اسی لئے ابوداؤد نے بعد اخراج اس حدیث کے یہ
کہا ہے هذا الحديث مختصر من حديث طويل وليس هو بصحيح على هذا
اللفظ **اقول** مین نے ابوداؤد کے مختلف نسخے دیکھے مگر کسی نسخے مین اوس حدیث
کے بعد یہ عبارت نہین پائی - پہلے آپ یہ ثابت فرمائین کہ کس نسخے مین ہے پھر مجھہ سے
اسکا جواب لین **قولہ** رہے ابن حزم سو انکی تصحیح باعتبار اسناد ہے الخ - **اقول**
حافظ ابن حجر نے تلخیص الحبیر مین لکھا ہے هذا الحديث حسنه الترمذي وصححه
ابن حزم ماہران فن حدیث پر خوب ظاہر ہے کہ اس عبارت سے یہ صاف ثابت ہے کہ
ترمذی و ابن حزم نے نفس حدیث کی تحسین و تصحیح کی ہے - معترض نے جو یہ تاویل کی ہے
کہ باعتبار اسناد ہے اسکا منشا محض ناواقفی فن ہے اگر ذرا بھی اس فن مین مہارت ہوتی تو
ایسا کلمہ اونکی زبان قلم سے ہرگز سرزد نہوتا - حافظ ابن صلاح کے مقدمہ مین ہے قولهم
هذا الحديث صحيح الاسناد او حسن الاسناد دون قولهم هذا حديث صحيح
او حديث حسن لانه قد يقال هذا حديث صحيح الاسناد ولا يصح لكونه
شاذا او معللا غير ان المصنف المعتمد منهم اذا اقتصر على قوله انه صحيح
الاسناد ولم يذكر له علة ولم يقدح فيه فالظاهر منه الحكم بانه صحيح في نفسه
لان عدم العلة والقادح هو الاصل والظاهر والله اعلم - اس عبارت سے صاف
ثابت ہو کہ ہذا حدیث صحیح مین وہ احتمال ہو نہین سکتا ہان صحیح الاسناد کہنے مین یہ احتمال
ہوسکتا ہے کہ نفس حدیث بوجہ شذوذ وغیرہ صحیح نہو مگر جب یہ قول کسی معتبر شخص واقف فن کا
ہوگا اور اوسنے ذکر علل سے سکوت کیا ہوگا تو ظاہر یہ ہے کہ نفس حدیث بھی اوسکے نزدیک صحیح ہے
قولہ بر تقدیر صحت زیادت ثم لم یعد یہ عبد اللہ بن مسعود کے نسیان پر محمول ہوگا **اقول**
سبحان اللہ نسیان کی ایک ہی کہی جو شخص برسون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہو اور

دن بھر مین کم سے کم پانچ وقت رفع یدین کرتے دیکھا ہو وہ آنحضرت کے رفع یدین کو
بھولجاے - آپ ہی انصاف سے کہئے کہ کبھی عقل اسکو قبول کرتی ہے اور اگر ہم تسلیم
کرلین کہ وہ بھول گئے تو وہ نہایت سیئ الحافظہ و متغیر الحافظہ ٹھہر جائینگے اور اون کی
سیکڑون روایتین جنکی صحت کا محدثین کو اقرار ہے اور صحیحین مین بھی موجود ہین ضعیف
ٹھہر جائینگی رہین وہ چند باتین جنکو آپ نے نسیان کے ثبوت مین پیش کیا ہے اور آپ کے
ہم مشرب بھی اکثر کہا کرتے ہین حقیقت مین اونکو نسیان سے کچھہ تعلق نہین رکوع مین
گھٹنون پر ہاتھہ رکھنا ابن مسعود بھول نہین گئے بلکہ اوسکی وجہ یہ ہے کہ پہلے تطبیق ہی
مسنون تھی ثم امرنا بھذا پھر گھٹنون پر ہاتھہ رکھنا قرار پایا - بوجہ عدم حاضری اونکو اس
آخری حکم کی اطلاع نہوئی - اسیطرح معوذتین کو بھول نہین گئے بلکہ اونکو اسکی خبر ہی نہین
ہوئی کہ یہہ دونون بھی قرآن پاک کی سورتون سے ہین - اسیطرح اور باتونکو بھی نسیان سے
کچھہ سروکار نہین - ہان اگر آپ یہ ثابت کردکھائین کہ رفع یدین پہلے نہ تھا آخر زمانے مین
مسنون ہوا اور یہ فرمائین کہ ابن مسعودؓ کو بوجہ غیر حاضری علم نہوا تو البتہ ایک معقول بات
ہوسکتی ہے - مگر آپ قیامت تک یہ ثابت نہین کرسکتے کہ رفع یدین آخر عہد نبوی مین مسنون ہوا

قولہ مولف اگر تمام عمر کتابون کی سیر کیا کرین ہرگز انشاء اللہ تعالے عبداللہ بن مسعود سے کوئی
روایت دوسری سوائے اس ایک روایت کے مولف کو نہین ہاتھہ لگ سکتی **اقول** ذرا
امام طحاوی کے معانی الاثار کی یہ روایت ملاحظہ فرمائیے اور اپنے دعوے کی خیر منائیے -
حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا نعیم بن حماد قال ثنا وکیع عن سفیان
عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة
عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یرفع یدیہ فی
اول تکبیرة ثم لا یعود - اب دوسری سند سے یہ روایت ملاحظہ فرمائیے جسمین عاصم
کی متابعت پائی جاتی ہے **مسند امام ابی حنیفہ** مین ہے حدثنا حماد عن
ابراھیم عن علقمة والاسود عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ الا عند افتتاح الصلوٰة ولا یعود بشیئ

من ذالک - دیکھئے ان دونون روایتون مین وہی مضمون ہے یا نہین جسکا مین نے دعوے کیا ہو - **قولہ** اگر عبد اللہ بن المبارک نے وکیع کی متابعت کی ہے تو یہ متابعت مؤلف کو کیا فائدہ پہونچا سکتی ہے اسواسطے کہ عبد اللہ بن المبارک تو اسکو ضعیف ہی بتا چکے ہین - **اقول** اہو ہو ہو کیا بات کہی ہے - پھڑکا دیا - ابن مبارک کے کلام کرنے سے اونکی متابعت کا نفع بھی جاتا رہا - کیا خوب - ابھی بیچارے غریب کو اسی کی خبر نہین کہ غیر محفوظ ہونے کی وجہ کیا کہی جاتی ہے اور زیادت ثم لم یعد کا انتساب کسکی طرف کیا جاتا ہے - جناب والا بہتر انکی متابعت بیکار مگر وکیع کی متابعت صرف ابن مبارک نے نہین کی بلکہ معاویہؓ اور خالدؓ اور ابو حذیفہؓ نے بھی کی ہے - سنن ابی داؤد مین ہے -

حدثنا الحسن بن علی نا معاویة و خالد بن عمرو ابو حذیفة قالوا نا سفیان باسنادہ بھذا قال فرفع یدیہ فی اول مرة و قال بعضھم مرة واحدة

اگر معترض صاحب نقل بالمعنی کو نظرانداز کرکے یہ فرمائین کہ اس روایت مین ثم لم یعد نہین پھر کس امر مین متابعت ہو تو اسکا جواب یہ ہو کہ ابو داؤد کی روایت مین بھی ثم لم یعد نہین پھر اس زیادت کی بحث ہی بیکار ہے - **قولہ** اگر ابن ادریس نے سفیان کی متابعت کی ہے الخ - **اقول** اگر ابن ادریس کی کتاب مین نہین اور اون کے بعض اصحاب کی روایت مین یہ زیادت ہے تو کچھ مضائقہ نہین - انسان کبھی ایک بات کو طول کے ساتھ بیان کرتا ہے اور کبھی اختصار کے ساتھ زیادت ثقہ کی جب معتبر ہے تو کتاب مین روایت نکرنے سے وہ زیادت غیر محفوظ نہین ہوسکتی غیر احفظ اور غیر محفوظ کے مفہوم مین فرق ہے - اور حازمی کی اس عبارت سے فالحدیث الاول اولی ان یکون محفوظا یہ ثابت نہین ہوتا کہ حدیث ثانی غیر محفوظ کہلائے - ذرا اولے کا لفظ بنظر غائر ملاحظہ ہو - **قولہ** رہے ابو بکر نہشلی سو اولا معلوم نہین انکی روایت کے کیا الفاظ ہین **اقول** مین نے دارقطنی کی کتاب العلل کی وہ عبارت جناب مولوی خدا بخش خانصاحب وکیل پٹنہ کے نسخہ سے نقل کی ہے اوس سے صاف ثابت ہو کہ ابو بکر نہشلی و ابن ادریس کی روایت مین بھی ثم لم یعد ہے - جب دارقطنی نقل کرتے ہین تو ہمین اس امر کے دیکھنے کی ضرورت

نہین کہ اونکی روایت کی کیا الفاظ ہین قولہ ثانیا ابو بکر نہشلی خود متکلم فیہ ہے اقول
متکلم فیہ ہین تو ہوا کرین جب مسلم نے ان سے احتجاج کیا ہے اور ابن معین و عجلی نے
انکی توثیق کی ہے اور علامہ ذہبی نے ہو حسن الحدیث لکھدیا ہے تو انکی روایت
کسی حالت مین درجہ حسن سے کم نہین ہو سکتی قولہ ثالثا جب کتاب عبد اللہ بن
ادریس مین یہ زیادت مذکور نہین تو یہ روایت بزیادت ثم لم یعد محفوظ ہی نہین
ہو سکتی الخ اقول صرف عبد اللہ بن ادریس کی کتاب مین نہونے سے ہرگز وہ روایت
غیر محفوظ نہین ہو سکتی کیونکہ غیر محفوظ وہ روایت ہے جو کوئی ثقہ چند ثقات کے خلاف روایت کرے
پہلے چند ثقات کا خلاف کرنا ثابت کیجئے پھر جو چاہئے کہئے - امام ثوری سے ابن ادریس
کچھ زیادہ حافظ بھی نہین بلکہ معاملہ بالعکس ہے ثوری کے حق مین تقریب مین حافظ ابن حجر
نے لکھا ہے ثقۃ حافظ فقیہ عابد امام حجۃ اور ابن ادریس کے حق مین
ثقۃ فقیہ عابد لکھا ہے - ذرا دیکھئے دونون کے القاب مین کسقدر فرق ہے - جب
سفیان ثوری ایسے حافظ الحدیث کی روایت مین وہ زیادت ہے تو بمقتضاے زیادۃ الثقۃ
مقبولۃ وہ زیادت ہرگز غیر محفوظ نہین ہو سکتی - اور تدلیس سفیان کچھ مضر نہین -
کیونکہ وہ اگر کبھی تدلیس بھی کرتے ہین تو ثقات سے - اصول حدیث مین یہ صاف طور
پر لکھدیا گیا ہے کہ ثوری کا عنعنہ مقبول ہے - معترض صاحب کے جی مین جو کچھ آتا ہے لکھدیتے
ہین اور ذرا یہ خیال نہین کرتے کہ اس قسم کے مہملات لکھنے سے کسکی نا واقفی ثابت ہوگی
اور لوگ کیا کہین گے - قولہ ہان اس حدیث کے متعلق ایک اور بات الخ اقول نقل
مذاہب مین اگر کسی سے بعض جگہ غلطی ہوگئی ہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ ہر جگہ غلطی
ہوئی ہو - آمین بالجہر کے بارے مین ترمذی نے جو مذہب صحابہ رض لکھا ہے وہان احتمال خطا
موجود ہے کیونکہ آمین بالجہر کے محامل بہت ہین بخلاف رفع یدین کے اسکے علاوہ رفع یدین
کے باب مین صرف نقل ترمذی پر تمسک نہین بلکہ ترمذی نے جو لکھا ہے اوسکے آثار صاف
صاف مؤید ہین - جناب والا یہ میرا آپ پر احسان ہے کہ مین نے یہان آپ کی اس قسم کی
باتون کا جواب لکھدیا ورنہ مین اس قسم کے خرافات کے جواب لکھنے مین وقت ضائع نہین کرتا

قولہ ۲۰ حافظ ابن حجر نے اسکے بعد یہ بھی لکھا ہے ویعارضہ روایۃ طاؤس عن ابن عمر
کان یرفع یدیہ فی التکبیر فی الرکوع وعند الرفع منہ وقال البیہقی
عن الحاکم رواہ الحسن بن عیاش عن عبد الملک بن ابجر عن الزبیر
ابن عدی بلفظ کان یرفع یدیہ فی اول تکبیر ثم لا یعود وقد رواہ الثوری
عن الزبیر ابن عدی بلفظ کان یرفع یدیہ فی التکبیر لیس فیہ ثم لا یعود
وقد رواہ الثوری وھو المحفوظ **اقول** اولاً حاکم کا تساہل مشہور ہے صرف
اونکے محفوظ کہدینے سے کوئی روایت محفوظ نہین ہوسکتی ثانیاً ثوری کی روایت کے
محفوظ ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ ابن ابجر کی روایت غیر محفوظ ہوجاے ۔ دونون
محفوظ کیون نہ کہے جائین ۔ آپ کو کچھ خبر ہے حاکم کے اس قول کی شیخ تقی الدین ابن دقیق
العید المالکی الشافعی نے اپنی کتاب امام مین دھجیان اوڑا دی ہین ۔ حافظ زیلعی نے
نصب الرایہ ۲۱ مین لکھا ہے قال الشیخ وما ذکرہ الحاکم فھو من باب
ترجیح روایۃ لا من باب التضعیف واما قولہ ان سفیان لم یذکر
عن الزبیر بن عدی فیہ لم یعد فضعیف جداً لان الذی رواہ سفیان
فی مقدار الرفع والذی رواہ الحسن بن عیاش فی محل الرفع ولا تعارض
بینھما ولو کانا فی محل واحد لم تعارض روایۃ من زاد بروایۃ من ترک ۔
جناب والا حضرت عمر کا یہ اثر ایسا صحیح ہے کہ کسی صاحب کی کچھ دال نہین گل سکتی ۔ اور یون
رطب و یابس کہنے کو بہت کچھ وسعت ہے ۔ کون سا راوی ہے جسپر کچھ جرح نہین ہوئی اور
کون سی روایت ہے جسپر کچھ کلام نہین ہوسکتا **قولہ** ۲۲ اصل اس معارضہ کے کرنے والے
حاکم ہین اور یہ معارضہ اوسوقت رد ہوسکتا ہے جبکہ مؤلف یہ ثابت کردین کہ اصل روایت طاؤس
مین جسکا حاکم نے حوالہ دیا ہے حضرت عمر رض کا نام نہین ہے الخ **اقول** مین نے درایہ
وغیرہ کی عبارتین نقل کرکے اچھی طرح ثابت کردیا ہے کہ حاکم نے حضرت عمر رض کی روایت سے معارضہ
نہین کیا ہے بلکہ ابن عمر کی روایت سے اب مجھے قلمی نسخون کے دکھانے کی اور اسکے بتانے کی
کہ کس کس کتب خانے کی سیر کی کچھ ضرورت نہین ۔ آپ ایسے متعصب حضرات سے یہ امید ہی نہین

کاتب کی غلطی تسلیم کرین۔ اچھا آپ کی خاطر سے ہم مان لیتے ہین کہ حاکم نے حضرت عمرؓ کے اثر سے معارضہ کیا ہے مگر یہ فرمائے کہ حاکم کے اس کہدینے سے ولا تعارض بھا الاخبار الصحیحۃ عن طاؤس الخ یہ کیونکر ثابت ہوگیا کہ وہ اخبار واقعی صحیح بھی ہین۔ حاکم کے تساہل کا حال ملاحظہ فرمائے کہ وہ موضوع حدیث تک کو صحیح کہدیتے ہین۔ امام ذہبی نے میزان مین انکے بارے مین لکھا ہے امام صدوق لکنہ یصحح فی مستدرکہ احادیث ساقطۃ ویکثر من ذلک فما ادری ہل خفیت علیہ فما ھو ممن یجھل ذلک وان علم فھذہ خیانۃ عظیمۃ اور تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے ولا ریب ان فی المستدرک احادیث کثیرۃ لیست علی شرط الصحۃ بل فیہ احادیث موضوعۃ الخ اور نصب الرایہ کی بحث بسم اللہ مین ہے قال ابن دحیۃ فی کتابہ العلم المشہور ویجب علی اہل الحدیث ان یتحفظوا من قول الحاکم ای عبد اللہ فانہ کثیر الغلط ظاہر السقط وقد غفل عن ذلک کثیر ممن جاء بعدہ وقلدہ فی ذلک۔ جب حاکم کا حال یہ ہے تو صرف اونکے کہدینے سے وہ آثار صحیح نہین ہوسکتے۔ اور لطف یہ ہے کہ حضرت عمر کا وہ اثر بطریق طاؤس کتب حدیث مین ایک بھی پایا نہین جاتا چہ جائیکہ اخبار صحیحہ۔ صرف اسی لفظ سے وہ شخص جسکو کچھ فن حدیث مین ممارست ہو بعد غور کہہ سکتا ہے کہ بیشک حضرت عمرؓ کا وہ اثر نہین ہے بلکہ ابن عمرؓ کا ہے کیونکہ انھین کا اثر بطریق طاؤس معروف و مشہور ہے قولہ اس روایت کی نسبت الخ اقول یہ فیصلہ جب قابل التفات ہو کہ سند صحیح سے حضرت عمرؓ کا رفع یدین کرنا بھی ثابت ہو والامر لیس کذلک قولہ اسطرح پر سند کا ہونا مصنف مین مخدوش معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ رسالہ کشف الرین مولفہ ہاشم سندی مین یون منقول ہے حدثنا ابو بکر ثنا ابو احمد ثنا ابو بکر النہشلی الروایۃ معلوم نہین مولف نے یہ سند کہان سے اخذ کی ہے۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ ان دونون مین کون صواب پر ہین۔ اقول آپ کی اس تقریر پر کہ کون صواب پر ہین بیساختہ جی چاہتا ہے کہ قہقہے لگاؤن کسی لڑکے کی کتاب مین یہ شعر لکھا ہوا تھا سہ کریما بہ بخشاے بر حال ما ÷ خطا در گزار و صوابم

قافیہ بھی درست مطلب بھی چست - ہرچند دوسرے لڑکون نے کہا کہ یہ شعر یون نہین ہے یون ہے
مگر اوسنے کسیکی بھی نہ سُنی اور وہ یہی کہتا رہا کہ میری کتاب بہت صحیح ہے - رسالہ کشف الرین
جو چھپا ہے اوسمین بیشک یون لکھا ہے واخرجہ ابن ابی شیبۃ ایضًا ولفظہ ثنا ابوبکرۃ
ثنا ابو احمد الخ مگر اصل یہ ہے کہ اخرجہ ابن ابی شیبۃ کے بعد غلطی سے عبارت رہگئی
ہے اوسکے بعد یون ہے واخرجہ الطحاوی ایضًا ولفظہ ثنا ابوبکرۃ الخ غرضکہ وہ
سند طحاوی کی ہے معانی الآثار مین موجود ہے نہ ابوبکر بن ابی شیبہ کی انکی روایت غلطی سے
رہگئی ہے - مرد عزیز نے اتنا بھی خیال نہین کیا کہ ابوبکرہ کسکے شیوخ سے ہین اور پھر اوسی
کشف الرین مین یہ عبارت بھی موجود ہے قال الطحاوی عقیبہ - اس عبارت کا ربط کیونکر
ہوگا - اور پھر کس سادگی سے کہا کہ نہین معلوم کون صواب پر ہین - بندۂ خدا جسکو فن مین ممارست
ہوتی ہے وہ فورًا کاتب کی اس قسم کے اغلاط پر متنبہ ہوجاتا ہے **قولہ** مصنّف کا نسخہ ہمارے
ہاتھ مین نہین **اقول** بڑے بڑے نامی کتبخانے اس نایاب کتاب سے خالی ہین مگر مجھ سے
مصنّف کے نسخون کا کچھ پتا سُن لیجئے - ایک نسخہ حیدرآباد مین سرکار نظام کے کتبخانے مین
ہے دوسرا نسخہ مدینہ منورہ کے قبہ محمود یہ مین ہے - مین نے جو سند نقل کی ہے پہلے مصنّف
کے نسخون مین دیکھ لیجئے اگر اوسمین نپائیے تو جو کچھ جی مین آئے کہئے - اور سردست اگر آپ کو میری
نقل پر اعتماد نہین جانے دیجئے وہ روایت بسند صحیح معانی الآثار مین بھی موجود ہے جسکی نسبت
حافظ زیلعی نے کہا ہے هو اثر صحیح - درایہ مین ہے رجالہ ثقات - علامہ عینی و ملا
علی قاری وغیرہما نے بھی اسکی تصحیح کی ہے - **قولہ** دیکھو مسئلہ اضحیہ کو الخ **اقول** اگر ہم
تسلیم کرلین کہ شیخین رض نہ تو قربانی کرتے تھے اور نہ عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے تو بھی یہ دو
مسئلے رفع یدین کے مماثل نہین ہوسکتے - قربانی مین مال صرف ہوتا ہے اور روزے مین مشقت
روحانی ہوتی ہے اور یہی حال انکے نظائر کا ہے - ہم تو ایسی سنت کی نسبت کہتے ہین جو بلا مشقت
حاصل ہوسکتی ہے باوجود علم استحباب اوسکا ترک صحابہ رض سے بلا وجہ بالکل خلاف عقل ہے -
قولہ مولف صاحب اپنے رسالہ حبل المتین مین یہ لکھ چکے ہین کہ کانَ استمرار کے لئے آتا ہی
اقول یہ سمجھ کی خوبی ہے مین نے ہرگز کانَ کو استمرار کے لئے نہین لکھا میری عبارت

یہ ہے کہ کان لا یجہران اور لم یکن یجہران سے حسب قاعدہ علم معانی ثابت
ہے کہ ترک جہر آمین پر ان دونون حضرات کا استمرار تھا انتہے - مین نے کان سے استدلال
نہین کیا ہے بلکہ مضارع منفی سے **قولہ** اس تقریر سے امید ہے کہ مولف کی وہ حیرت الخ
اقول مولف کی حیرت توجب دور ہوتی کہ آپ نے خلفاء رض سے ایسی سنت کا ترک کرنا ثابت
فرمایا ہوتا جسکے کرنے مین کسی قسم کی مشقت نہین نہ مالی خرچ جاتی نہ بدنی اور اوسکی نسبت اخفا کا
احتمال بھی نہو **قولہ** اس دعوے کے ثبوت مین کہ ترک رفع یدین دلیل نسخ ہے
کوئی بھی دلیل آپ نے نہ لکھی - **اقول** جس چیز کو عقل کہہ رہی ہو اوسکے لئے کسی اور دلیل
کی ضرورت ہی کیا ہے - امام طحاوی وغیرہ نے خلفاء کے ترک کو دلیل نسخ ٹھہرایا ہے
ہمارے لئے وہی دلیل ہے - اور یہ دوسری بات ہے کہ وہ نسخ صریحی نہین بلکہ التزامی ہے
اور اسیوجہ سے وہ شرائط نسخ جو اصولیون نے لکھے ہین اونکے وجود کی ضرورت نہین **قولہ**
معلوم نہین کہ یہ سند مصنف مین کیونکر ہے **اقول** اگر مصنف آپ کو نصیب نہین اور
میری حوالہ پر آپ کو اعتماد نہین جانے دیجئے یہ اثر معانی الاثار مین بھی بسند صحیح موجود ہے
وہی کافی ہے **قولہ** اسکی سند مین جو ابو بکر بن عیاش ہین انکو اخیر عمر مین سوء حفظ ہو گیا
تھا الخ **اقول** سوء حفظ بہت بھاری جرح نہین بہتیرے ایسے رواۃ ہین جنکے حق
مین یہ کلمہ کہا گیا ہے مگر پھر بھی محدثین نے اونکی روایت کی تحسین کی ہے - خصوصًا
وہ راوی جو رجال بخاری سے ہین - یہی وجہ ہے کہ امام ذہبی نے میزان مین لکھا ہے
واخرج له البخاری وهو صالح الحدیث پس انکی روایت کسی حالت مین
درجۂ حسن سے نازل نہین ہوسکتی - **قولہ** جب تک مولف یہ ثابت نکرلین گے کہ یہ روایت
قبل از تغیر ہے - **اقول** میرے نزدیک انکی روایت بہرحال درجۂ حسن سے کم نہین مگر مین
اسکو بھی ثابت کردیتا ہون کہ قبل از سوء حفظ ہے - ذرا صبر کیجئے - **قولہ** ثالثًا یہ روایت
معارض ہے الخ **اقول** اختلاف اوقات پر محمول کرنے سے تعارض دفع ہو جاتا ہے -
قولہ اس خصوص مین ان ائمہ کا یہ کہدینا ہی دلیل ہے الخ **اقول** یہان پر معترض صاحب
نے ایسی بات کہی کہ مجھے بیساختہ ہنسی چلی آتی ہے - خیر این ہم غنیمت است - **قولہ** رہا مولف کا

یہ دعوے کہ اس اثر کو ابوبکر بن عیاش کے قدمائے اصحاب نے بھی روایت کیا ہے الخ

اقول بیشک مولف کا یہ دعوے صحیح اور بہت صحیح ہے دیکھئے اپنا مدعا کس خوبی سے ثابت کر دیتا ہون صحیح بخاری کی کتاب التفسیر باب ان الناس قد جمعوا لکم الآیۃ مین یہ روایت ہی۔ حدثنا احمد بن یونس اراہ قال حدثنا ابوبکر عن ابی حصین الخ ابوبکر سے مراد وہی ابن عیاش ہین قسطلانی نے یہان پر لکھا ہے ھو شعبۃ بن عیاش بالشین المعجمۃ القاری۔ اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ثامن مین اس روایت کی نسبت لکھا ہے وقد اخرجہ الحاکم من طریق احمد بن اسحق عن احمد بن یونس حدثنا ابوبکر بن عیاش باسنادہ المذکور الخ جب یہ ثابت ہوگیا کہ ابوبکر سے مراد وہی ابن عیاش ہین تو اب ملاحظہ فرمائین کہ امام بخاری کی اس روایت کی سند سے دو باتین ثابت ہوئین ایک یہ کہ امام بخاری نے ابوبکر بن عیاش سے احتجاج کیا ہے کیونکہ یہ روایت استشہاداً ومتابعۃً نہین لکھی۔ دوسرے احمد بن یونس اونکے قدمائے اصحاب سے ہین کیونکہ خود معترض نے لکھا ہے کہ اگر ہم تسلیم کرلین کہ بعض جگہہ احتجاجاً روایت کیا ہے تو ہم کہین گے کہ بخاری نے وہان اونکے قدمائے اصحاب سے روایت کیا ہوگا انتہے کلامہ۔ اب مین ما نحن فیہ مین ایسی روایت پیش کرتا ہون جو بطریق احمد بن یونس عن ابی بکر بن عیاش مروی ہے۔ امام طحاوی نے معانی الآثار مین یہ روایت لکھی ہے حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاھد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولی من الصلوٰۃ اسوقت اگر میرا قلم وجد کرے تو بہت بجا ہے اب اس روایت کے صحیح تسلیم کرنے کے سوا کسیکو کوئی چارہ نرہا۔

قولہ باقی مولف نے جو یہ تحریر فرمایا ہی کہ بخاری نے اون سے احتجاج کیا ہے سو یہ صحیح نہین اسواسطے کہ بخاری نے انکی روایتون کو بمتابعت ثقات واستشہاداً نقل کیا ہے۔

اقول باوجود قصور نظر یہ کہدینا کہ صحیح نہین کسقدر بیباکی ہے۔ بخاری کی کتاب التفسیر کی جو روایت ابھی پیش ہوئی اوس سے احتجاج ثابت ہی۔ اب دوسری روایت ملاحظہ ہو

بخاری کی آخر کتاب الجنایز مین ہے حدثنا محمد قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا ابو بکر
ابن عیاش عن سفیان التمار انہ حدثہ انہ رای قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مسنما یہ روایت بھی بطریق احتجاج مروی ہے - ذرا انصاف سے دیکھنا کہ مین نے یہ
دونون روایتین ایسی پیش کی ہین جنکا ذکر حافظ ابن حجر نے مقدمہ مین نہین کیا ہے
اگر کوئی دوسرا شخص منصف مزاج ہوتا تو اس بحث کو دیکھکر بیساختہ آفرین کہہ اوٹھتا -
قولہ ہان یہ بھی واضح رہے کہ اب ہم آپ کے استاد الخ **اقول** معترض صاحب مین صاف
کہتا ہون کہ مذہبی امور مین کسی استاد کا قول مجھپر حجت ہے نہ کسی شاگرد کا - تحقیق کا شیفتہ ہون
اور حق کا دلدادہ - میرے نزدیک جو بات خلاف حق ہوگی - صرف تلمذ کے پیچ سے مین ہرگز
اوسکا طرفدار نہین ہوسکتا - اثر ابن عیاش پر جسقدر ایرادات کئے گئے ہین سب کو سب اصول
حدیث کے رو سے مندفع ہوجاتے ہین - میرے پیارے آپ مجھے سو بار برا کہین مگر اتنا
ضرور کہو نگا کہ اگر میری تقریر وہ حضرات دیکھتے تو کبھی اثر ابن عباس پر کلام نکرتے - کیا ظلم
ہے کہ ابن عیاش کا راویان بخاری سے ہونا ثابت اور احتجاج بھی محقق اور راوین سلف اس
اثر کو اونکے قدماے اصحاب کا بھی روایت کرنا ثابت - پھر اونکا متابع بھی عبد العزیز بن حکیم
موجود اوسپر بھی یہ کہا جاے کہ ابن عباش کو وہم ہو گیا ہے **قولہ** اس سے حضرت علی کے
رفع یدین کرنے کی نفی نہین نکلتی بلکہ غور کرنے سے حضرت علی کا رفع یدین کرنا اس
سے ثابت ہوتا ہے - **اقول** آپ کا اور آپ کی تقریر کا اور آپ کے اجتہاد کا کیا کہنا پھر اوسپر
و للہ الحمد و لہ المجد پڑھنا اور بھی مزہ دیتا ہے - **قولہ** نظیر اسکی مسئلہ تکبیر عند کل خفض و رفع
ہے الخ **اقول** باسناد صحیح خلفاء اربعہؓ بلکہ کسی صحابی کا ترک تکبیر ثابت نہین - اس
باب مین حضرت عثمانؓ و ابن عمرؓ و معاویہؓ کی نسبت جو آثار مروی ہین اولاً وہ صحیح نہین ثانیاً بر تقدیر
صحت اہل علم نے اوسکا محمل اور ہی قرار دیا ہے چنانچہ فتح الباری مین ہے وقد حمل
ذالک جماعۃ من اھل العلم علی الاخفاء البتہ بنی امیہ سے ترک منقول ہے اوسکی
بھی کوئی وجہ ہوگی غالباً اونکو بعض روایات ضعیفہ کی وجہ سے دھوکا ہوا چونکہ ان تکبیرات کے
بارے مین کسی صحابی کو اختلاف نہ تھا اون تارکین کا کچھ اثر نہ پڑا اور تمام لوگ اسکے استحباب پر

متفق ہوگئے - امام طحاوی[۳۱] نے لکھا ہے وقد عمل بہا من بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر و علی وتواتر بہا العمل الی یومنا ھذا الا ینکر ذلک منکر ولا یدفعہ دافع اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہے ولکن استقر الامر علی مشروعیۃ التکبیر فی الخفض والرفع لکل مصل - بخلاف رفع یدین کے کہ اکابر صحابہ و تابعین و تبع تابعین اسکے تارک رہے - اور عکرمہ یا ابو سلمہ کا استعجاب سے تکبیر کے باب مین پوچھنا بیشک یہ چاہتا ہے کہ کسیوجہ سے اونکو تکبیر عند الخفض کی خبر نہ تھی اور جہان تھے وہان وہ تکبیر شائع نہ تھی - یہ حضرات مروان کے زمانے مین تھے بنوامیہ کا ترک تکبیر مسلم ہے - مین نے محارب بن دثار کے اثر سے صرف یہ دکھایا ہے کہ اونکے زمانے مین رفع یدین شائع نہ تھا حالانکہ اوسوقت سیکڑون صحابہ موجود تھے اور اتنا تو آپ بھی لکھ گئے کہ ہان ہم یہ مانتے ہین کہ مسئلہ رفع یدین کا رواج جو زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ مین جاری تھا زمانہ محارب بن دثار مین نہ تھا انتہے - اور مین نے اس اثر کو دلیل نسخ نہین ٹھرایا ہے یہ آپ کی سمجھ کی خوبی ہے کہ دلیل نسخ سمجھے مین نے اصل مین خیر القرون کا خاکہ کھینچا ہے پہلے اثر ابن مسعود سے ترک نبوی پھر اور اثار سے ترک خلفاء پھر ترک تابعین ثابت کیا ہے یہ اثر صرف تائیداً لکھا گیا ہے **قولہ** منجملہ اونکے حضرات ذیل ہین سعیدؒ بن جبیر - عطاؒ بن ابی رباح - مجاہدؒ قاسمؒ بن محمد - سالمؒ بن عبد اللہ - عمرؒ بن عبد العزیز نعمانؒ بن عیاش - حسنؒ بصری - ابن سیرینؒ - طاؤسؒ مکحولؒ - عبد اللہؒ بن دینار - نافعؒ مولے عبد اللہ بن عمر - حسنؒ بن مسلم - قیسؒ بن سعد - یہ وہ حضرات ہین جنکو امام بخاری نے اوائل رسالہ مین لکھا ہے **اقول** اگر یہ حضرات رفع یدین فی الرکوع کے قائل تھے تو اسکے ساتھ ہی انہین سے اکثر حضرات رفع یدین للسجود جسکے آپ حضرات قائل نہین اوسکے بھی قائل و فاعل تھے چنانچہ مین نے جلاء العینین مین امام بخاری ہی کے رسالے سے ثابت کر دیا ہے کہ عطاؒ مجاہدؒ قاسمؒ سالمؒ حسن بصریؒ طاؤسؒ مکحولؒ عبد اللہ بن دینارؒ حسنؒ بن مسلم قیسؒ بن سعد یہ سب حضرات رفع یدین للسجود بھی کرتے تھے - کیون جناب رکوع کے رفع یدین کے بارے مین تو انکے افعال پیش کئے جائین اور رفع یدین للسجود کے بارے مین نظر انداز کیا خوب **قولہ** علاوہ اسکے وہ روایت ضعیف ہے **اقول** یہ مین بھی جانتا ہون کہ وہ روایت ضعیف ہے صرف میمون مکی کی وجہ سے نہین بلکہ ابن لہیعہ کی وجہ سے بھی مگر مین نے اسکو تائیداً لکھا ہے - چنانچہ میری یہ عبارت صاف پکار رہی ہے" اور اسکی

تائید ابوداؤد اور امام احمد کی یہ روایت کرتی ہے عن میمون المکی الخ" اگر ضعیف
ہوتی تو مین محارب بن دثار کی روایت کو ضمن مین ذکر کرتا بلکہ ساتوین روایت قرار دیتا
قولہ مولف کے اس قول سے کہ احتیاط کا مقتضی کیا ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
مولف کے نزدیک مسئلہ رفع یدین کا منسوخ ہونا یقین کے درجہ تک نہین پہونچا ہی
اقول چونکہ نسخ صریحی جو اصولیون کے نزدیک ہے اور جسکے لئے چند شرطین ہین
اوسکی ابھی تک مجھے کوئی دلیل نہین ملی اور وہ دلائل جو لکھے گئے اون سے نسخ
التزامی ثابت ہوتا ہے لہذا لکھا گیا کہ احتیاط کا مقتضی کیا ہے۔

تصویب تذنیب

مین نے تذنیب مین لکھا ہی کہ رفع یدین للسجود جسکے حضرات غیر مقلدین قائل نہین
احادیث و آثار سے ثابت ہی۔ منجملہ اوسکے **مسند امام احمد** کی یہ روایت ہے
حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان ثنا ھمام ثنا قتادۃ عن نصر بن
عاصم عن مالک بن الحویرث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان
یرفع یدیہ حیال فروع اذنیہ فی الرکوع والسجود یہ حدیث صحیح
ہے اسکو **نسائی**ؒ نے بھی روایت کیا ہے جسکی تصحیح حافظ ابن حجر نے بھی کی ہے
چنانچہ **فتح الباری** مین لکھا ہے واصح ما وقفت علیہ من الاحادیث
فی الرفع فی السجود ما رواہ النسائی من روایۃ سعید بن ابی عروبۃ
عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث الخ جب معترض
صاحب سے اسکا کچھ جواب نہو سکا چند روایتین اصحاب قتادہ سے ایسی پیش کین
جنمین زیادت رفع یدین للسجود نہین اور اس زیادت کو سعید بن ابی عروبہ کا وہم ٹھہرا کر
غیر محفوظ قرار دیا۔ بیچارے معترض کو یہ بھی نہین معلوم کہ غیر محفوظ کسکو کہتے ہین۔
غیر محفوظ وہ روایت کہلاتی ہے کہ کوئی ثقہ دوسرے ثقات کے خلاف روایت کرے
حالانکہ سعید بن ابی عروبہ اس زیادت مین متفرد نہین۔ اس شبہہ کو خود حافظ ابن حجر نے

فتح الباری مین اوٹھا دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہین ولم ینفرد بہ سعید فقد تابعہ ہمام عن قتادۃ عند ابی عوانۃ فی صحیحہ **مؤلف** کہتا ہے کہ ہمام کی متابعت صحیح ابی عوانہ کے علاوہ مسند امام احمد مین بھی ہے چنانچہ اوپر کی روایت سے ثابت ہو بلکہ صرف ہمام ہی متابع نہین۔ شعبہ وہشام کی بھی متابعت ثابت ہے **نسائی** صفحہ باب رفع الیدین للسجود مین روایت کی ہے اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا ابن عدی عن شعبۃ عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ فی صلاتہ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع واذا سجد واذا رفع راسہ من السجود حتی یحاذی بہما فروع اذنیہ اس روایت کی سند بھی صحیح ہے اسکے بعد سعید بن ابی عروبہ کی روایت لکھی ہے اسکے بعد لکھتے ہین اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا معاذ بن ہشام قال حدثنی ابی عن قتادۃ عن نصر بن عاصم الخ یہ بھی صحیح یا حسن ہے۔ جب سعید بن ابی عروبہ کے متابع ہمام شعبہ ہشام اتنے لوگ ہین تو اونکی روایت کو غیر محفوظ کہنا محض غلطی و ناواقفی ہے۔ اب مین دوسری روایتین جو مجھے بعد تالیف جلاء العینین ملی ہین پیش کرتا ہون۔ **مسند ابی یعلی** مین ہے حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ نا عبد الوہاب الثقفی عن حمید عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود اس روایت کو حافظ ھیثمی نے بھی تجزوف اسناد مجمع الزوائد مین لکھا ہے جسکی نسبت وہ لکھتے ہین رواہ ابو یعلی ورجالہ رجال الصحیح اب دوسری روایت ملاحظہ ہو اوسی **مجمع الزوائد** مین ہے عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ عند التکبیر للرکوع وعند التکبیر حین یہوی ساجدا رواہ الطبرانی فی الاوسط وھو فی الصحیح خلا التکبیر للسجود واسنادہ صحیح۔ ان سب روایتون سے یہ ضرور ثابت ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سجدون کے لئے بھی رفع یدین کیا ہے۔ انکے علاوہ اور بھی روایتین ہین چونکہ اونکی صحت مین محدثین کو کلام ہے مین نے اونکو ذکر نہین کیا مگر باوجود

صنعف اونکی کثرت طرق بھی بہ صاف کہتی ہے کہ آنحضرت سے رفع الیدین للسجود ثابت ہے۔ ان
روایتون کے ہوتے اس رفع یدین سے یکقلم انکار بالکل مکابرہ ہے۔ اب مین معترض صاحب
کے بقیہ اقوال کے جواب کیطرف متوجہ ہوتا ہون **قولہ** رفع یدین مین السجدتین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین۔ **اقول** آپ ہر جگہ بین السجدتین کی قید کیون لگاتے
ہین۔ مین نے تو رفع یدین للسجود کے ثبوت کا دعوے کیا ہے جو سجدہ اولے کے رفع یدین
کو بھی شامل ہے۔ آپ حضرات تو اس رفع یدین کے بھی قائل نہین افسوس کہ معترض
نے رفع یدین للسجود اور رفع یدین بین السجدتین کے مفہوم مین جو فرق ہے کچھ خیال نہین
کیا۔ بہرکیف مین ان سب مواضع مین رفع یدین کا مروی ہونا ثابت کرچکا۔ اب مجھے امید
ہے کہ وہ حضرات غیر مقلدین جنکو کچھ انصاف ہی یا تو نسخ کے قائل ہونگے یا مجبورًا ان سب
مواضع مین رفع یدین کے قائل و فاعل ہو جاینگے **قولہ** گو وہ اسنادًا صحیح ہے لیکن روایات
متعددہ منقولہ بالا کے مزاحم ہے **اقول** اختلاف زمانہ پر محمول کرنے سے مزاحمت
کچھ مضر نہین ہوتی۔ یہان آپ اثبات کو نفی پر مقدم کیون نہین کرتے۔ دیکھئے رفع یدین بعد
الرکعتین عندالقیام کے ذکر سے اکثر روایات خالی ہین بلکہ غرائب دارقطنی مین باسناد
حسن مواضع ثلثہ کے رفع یدین کے ذکر کے بعد یہ بھی مروی ہے ولا یرفع بعد ذلک
کذا قال ابن حجر مگر پھر بھی چونکہ بعض روایات مین اس رفع یدین کا ذکر آگیا ہے لہذا آپ
حضرات اور اکثر اہلحدیث تشہد سے اوٹھتے وقت رفع یدین کے بھی قائل ہین۔
اسی طرح جب روایات صحیحہ سے رفع یدین للسجود ثابت ہے تو اسکے بھی مسنون ہونے
کے قائل ہوجیے یا منسوخ ہونا تسلیم کیجئے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اگر مانتے ہین تو اور ہی امر
کا خیال ہے۔ اور اگر منسوخ ہونا تسلیم کرتے ہین۔ تو جو تقریر نسخ کی کیجائیگی وہ ضرور
مقتضی ہوگی کہ رفع یدین فی الرکوع کو بھی منسوخ مانین **قولہ** مالک بن الحویرث کی
حدیث کو بہتیرے لوگون نے روایت کیا ہے لیکن اوس مین یہ زیادت یعنی رفع یدین
بین السجدتین کی نہین ہے الخ **اقول** آپ نے جتنی روایتین عدم زیادت کے ثبوت
مین نقل کی ہین اون مین ایک روایت کے سوا جو بطریق ابی قلابہ ہے باقی کل بطریق

قتادہ عن نضر بن عاصم عن مالک بن الحویرث ہے ۔جب مین نے قتادہ کے اکثر اصحاب
یعنی سعید بن ابی عروبہ و ہمام و شعبہ و ہشام کی روایتون مین اس زیادت کو ثابت
کر دیا تو یہ کہنا کہ مالک بن الحویرث کی حدیث بہتیرے لوگون نے بلا زیادت روایت کی ہی
کسقدر فاش غلطی ہے ۔ اور غیر محفوظ تو جب ہوتی کہ ابو قلابہ کے علاوہ اور بھی چند ثقات
بلا زیادت روایت کرتے اور نضر بن عاصم اس زیادت مین متفرد ہوتے ۔ اور مین نے
جو اپنے رسالہ درۃ الغرہ مین روایت ہلب کی نسبت زیادت علے صدرہٖ کو غیر محفوظ
کہا ہے وہ اصول حدیث سے بہت صحیح ہے کیونکہ مین نے وہان چند ثقات کی روایت مین
عدم زیادت ثابت کر کے یحیے بن سعید کے تفرد کا دعوے کیا ہے ۔ حضرت کسی روایت کو
غیر محفوظ کہدینا ہر شخص کا کام نہین اسکا صحیح دعوی وہی کر سکتا ہے جو فن حدیث مین
وسیع النظر ہوگا ۔ **قولہ** رہی وہ روایت مالک بن الحویرث کی جسکو مولف نے مسند
امام احمد سے نقل کیا ہے الخ **اقول** حضرت معترض کی اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ
روایتون مین جو رفع یدیہ فی الرکوع والسجود اور حین یرکع وحین یسجد
و اذا رکع و اذا سجد و امثال ذلک مروی ہے ۔ فی الرکوع وحین یرکع
و اذا رکع کے معنی یہ ہین کہ رکوع جاتے وقت رفع یدین کرتے اور فی السجود
اور حین یسجد او اذا سجد کے معنی یہ ہین کہ رکوع سے سر اوٹھاتے وقت رفع
یدین کرتے ۔ اہو ہو ہو ۔ یہ تو وہی ہوا کہ آسمان کے معنی زمین اور زمین کے معنی آسمان
نافہم سے نافہم بھی سمجھ سکتا ہے کہ ان کلمات کے معنی یہ ہین کہ سجدہ کے وقت رفع
یدین کرتے ۔ ظاہر معنی یہی ہین کہ دونون سجدیکے لئے رفع یدین کرتے ۔ اور کم سے کم اتنا
ضرور ماننا پڑیگا کہ جسوقت سجدہ اولے کے لئے قیام سے جھکتے رفع یدین کرتے ۔ معترض نے
جو بے سر و پا تاویل کی ہے بجز مضحکہ کچھ اور نہین ۔ خیر یہان تو حضرت نے یہ تاویل کر لی
مگر نسائی کی روایت مین کچھ تاویل نہوسکی ۔ **قولہ** ہان حضرت انس رضہ کا رفع یدین کرنا
بین السجدتین جو رسالہ امام بخاری سے منقول ہے اوس سے البتہ ثابت ہی لیکن
امام بخاری نے بعد نقل کرنے اس اثر کے اپنے اس قول وحدیث النبی صلے اللہ

علیہ وسلم اولی سے اسکی تضعیف کردی ہے **اقول** تضعیف کی ایک ہی کہی امام بخاری رفع یدین للسجود کے قائل نہین۔ جب اون سے اوس اثر کا کوئی جواب نہو سکا تو یہ فرمادیا کہ فعل صحابہ پر حدیث نبوی مقدم ہے۔ اگر وہ صحیح نہوتا تو اونکو اس جواب کی ضرورت نہ پڑتی **قولہ** مؤلف کے نزدیک راوی کے مجرد صاحب نکارت ہونے سے اوسکی حدیث درجہ احتجاج سے ساقط ہو جاتی ہے **اقول** یہ مؤلف پر محض افترا ہے ہرگز کہین مؤلف نے ایسا نہین لکھا **قولہ** چنانچہ مؤلف نے حدیث طاؤس کو الخ **اقول** مؤلف نے درایۃ الغرۃ مین اثر طاؤس کی تضعیف صرف اسیوجہ سے نہین کی کہ سلیمان بن موسے کی نسبت امام بخاری نے عندہ مناکیر کہا ہے بلکہ اور لوگون کی دوسری جرحین بھی نقل کی ہین چند جروح سے تضعیف مین قوت ہو جاتی ہے **قولہ** یحیی بن ابی اسحق کی نسبت امام احمد کا یہ قول ہے وفی حدیثہ نکارۃ **اقول** یحیی بن ابی اسحق اون راویون سے ہین جن سے شیخین نے احتجاج کیا ہے۔ انکے ثقہ ہونے مین کسیکو کلام نہین امام احمد سے جو جرح منقول ہے وہ کچھ ایسی نہین جو انکی توثیق پر دھبا لگا سکے۔ حافظ ذہبی نے میزان مین احمد بن عتاب کے ترجمہ مین لکھا ہے ما کل من روی المناکیر بضعیف **قولہ** اب دیکھا جاے یہان بھی مولف کیونکر اسکا فیصلہ کر کے اپنے کو بچا لیتے ہین۔ **اقول** علاوہ اوس جواب کے جو اوپر گزرا **ایک** یہ ہے کہ فیہ نکارۃ اور عندہ المناکیر کے مفہوم مین فرق ہے اول سے قلت نکارت پائی جاتی ہے اور ثانی سے یہ سمجھا نہین جاتا **دوسرے** امام احمد منکر کا اطلاق حدیث فرد پر کرتے ہین۔ حافظ ابن حجر نے مقدمہ مین محمد بن ابراہیم کے ترجمہ مین لکھا ہے المنکر اطلقہ احمد بن حنبل وجماعۃ علی الحدیث الفرد الذی لا متابع لہ اور امام بخاری جسپر منکر الحدیث کا اطلاق کرتے ہین اوسکی روایت ضعیف ہو جاتی ہے ذہبی نے میزان مین ابان بن جبلہ کے ترجمہ مین لکھا ہے ونقل ابن القطان ان البخاری قال کل من قلت فیہ منکر الحدیث فلا تحل الروایۃ عنہ معترض صاحب فرمائیے کیسا

معقول فیصلہ ہے۔ **قولہ** احادیث رفع یدین کی نسبت کیون نہین مولف نے اس قاعدے کو برتا **اقول** ماشاء اللہ ابھی تک آپ تعریض کے کلمات بھی نہین جانتے ہین - جناب والا قائلین رفع یدین کا قول ہے کہ ابن مسعود کی روایت سے اگر نفی نکلتی ہے تو اور احادیث سے ثبوت نکلتا ہے - اصول حدیث کا قاعدہ ہے - المثبت مقدم علی النافی - مؤلف نے احادیث رفع یدین للسجود پیش کر کے تعریضاً کہا کہ یہان کیون یہ قاعدہ برتا نہین جاتا - آپ کی سمجھ دیکھئے کہ مولف ہی کو اس قاعدے کے برتنے کو فرمانے لگے اور اسکے بعد جو دل مین آیا لکھ گئے اور بہت کچھ بے محل ایرادات کر گئے - **قولہ** کوئی اہل رفع رفع یدین بین السجدتین کے نسخ کا قائل ہی نہین **اقول** یہ غلط اور محض غلط ہے **ملا علی قاری** نے شرح مسند امام مین لکھا ہے للاتفاق علی نسخ الرفع عند السجود **قولہ** اب ہم بطور تذنیب کے فضلاے ہند کے اقوال الخ **اقول** دوسرے حضرات اون اقوال سے جو چاہین سمجھین مگر مولف کا دائرہ خیال کچھ ایسا تنگ نہین کہ کسیکا قول بلا تحقیق تسلیم کرلے **انتباہ** مولف اگر معترض صاحب کی ہر بات کا جواب لکھتا تو ایک ضخیم کتاب ہو جاتی مگر ایک تو تضییع اوقات کا افسوس دوسرے مصارف طبع کا خیال مجبوراً ضروری اقوال کے جواب کی طرف زیادہ تر توجہ رہی اور حتے الوسع اختصار کی روش اختیار کی گئی مگر اسکے ساتھ ہی ضروری باتین مزید لکھی گئین - مجھے امید ہے کہ حضرت معترض اور اون کے اعوان و انصار اگر چشم انصاف سے دیکھین گے تو حق سمجھ جائین گے اور ردّ و قدح کا پھر حوصلہ نکرینگے -

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ وبہ نستعین ونصلی علی رسولہ الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
امابعد رسالہ القول المحلی کے ساتھ ایک چھوٹا سا رسالہ ازالۃ الشین
نام ہمارے مشفق قدیم جناب مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کا بھی جلاء العین
کے جواب مین چھپا ہے اگرچہ اس رسالے کا جواب ہمارے رسالہ مجلی سے بھی
ہو جاتا ہے مگر تاہم مستقل طور پر بھی ہم اسکے جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہین وما توفیقی
الا باللہ قولہ رسالہ کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ حضرت نیموی صاحب کو فن مباحث
حدیثیہ مین کچھ مذاق نہین ہے اقول کچھ اور بھی فرمائیے کسی طرح تو آپ حضرات کے
دل کا غبار نکلجاے قولہ حضرات ناظرین پوری پوری تصدیق اسکی تو آپ کو
معائنہ التسکین سے ہوسکتی ہے اقول آپ کے سکین کا جواب رد السکین
چھپگیا ہے جسکا جواب آپ نے سیف الموحدین لکھا اسکی رد مین ادھر تردید السلف سے
چھپی جسکا جواب آجتک آپ کے ذمہ باقی ہے۔ پھر کس ڈھٹائی سے آپ سکین کا نام
لیتے ہین۔ ان رسائل کے دیکھنے والے خوب جانتے ہین کہ کسکو کسقدر فن مباحث حدیثیہ
مین دخل ہے قولہ حضرت صلعم کے افعال کے اتباع مین آجتک کسی نے یہ قید نہین لگائی کہ وہ فعل خلفا

اربعہ سے بھی ثابت ہوا **اقول** یہ کہتا ہی کون ہے کہ آنحضرت صلعم کے ہر فعل کے اتباع
مین خلفاء کا فعل دیکھنا چاہیئے ہم تو خلفاء کیطرف توجہ کرنے کو جب کہتے ہین کہ آنحضرت
کا فعل مختلف طور پر مروی ہو - اور ہمین پر کیا موقوف ہو اکثر اس قسم کے مباحث مین محدثین
نے خلفاء رضہ کا فعل دکھایا ہے چنانچہ علامہ حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ مین
لکھا ہے الوجہ الحادی والثلثون ان یکون احد الحدیثین قد عمل بہ
الخلفاء الراشدون دون الثانی فیکون اکد اور حافظ زیلعی نے نصب الرایۃ
کے باب بسم اللہ مین لکھا ہے وایضا فلا ریب ان الخلفاء الراشدین وغیرہم
من ائمۃ الصحابۃ کانوا اعلم بصلوۃ رسول اللہ صلعم الخ اور اوسی
باب مین یہ بھی ہے ولا یظن عاقل ان اکابر الصحابۃ والتابعین و
اکثر اھل العلم کانوا یواظبون علی خلاف ما کان رسول اللہ صلعم
یفعلہ اور اگر بالفرض میرا منضبط کیا ہوا کوئی قاعدہ ہو اور وہ قاعدہ نفس الامر ہو اور کسی
نے وہ قاعدہ لکھا ہو تو مجھپر الزام کیا ہے - آپ حضرات نے تقلید ائمہ اربعہ چھوڑ دی اگر
مین نے کسی وجہ معقول سے اصولیون کے کسی قاعدہ مقررہ کو چھوڑا تو برا کیا کیا - **قولہ**
افسوس کہ جناب شوق صاحب کو اصول فقہ سے بھی کچھ ممارست نہین ہے - **اقول**
مباحث فن حدیثیہ کے بارے مین آپ پہلے کہہ چکے - اب اصول فقہ کے باب مین یہ
ارشاد ہوتا ہے - اب کچھ اور بھی فرمایئے - مجھے تو اس قسم کی باتون مین مزہ ملتا ہے -
قولہ مسلم الثبوت اور اوسکی شرح مین ہے ما سوی ذالک من الافعال الخ
اقول قائلین نسخ رفع الیدین فی الرکوع کو ما سوا سے خارج کب کہتے ہین **قولہ** اور
نور الانوار مین ہے والصحیح عندنا الخ **اقول** اوسی نور الانوار مین یہ بھی ہے تقلید الصحابۃ
واجب الخ **قولہ** اور نیز عمل حنفیہ بھی اسکے مخالف ہے الخ **اقول** مخالف تو جب ہوتا
کہ خلفاء رضہ سے ایسی سنت کا ترک کرنا ثابت ہوتا کہ جسکے کرنے مین کسی قسم کی مشقت
نہو اور یہ بھی گمان نہین ہوسکتا ہو کہ خلفاء پر اسکی سنیت مخفی رہی ہو پھر ایسے مسئلے مین
حنفیہ نے خلفاء کا خلاف کیا ہو - حالانکہ نہ خلفاء سے ایسی سنت کا ترک کہین ثابت ہے

اور نہ حنفیہ کی مخالفت **قولہ** اسکی چند مثالین لکھی جاتی ہین **اقول** آپ نے جتنی مثالین لکھی ہین ایک بھی مسئلہ رفع یدین کے مماثل نہین **قولہ** اول ترمذی جلد اول صفحہ ۱۸۱ مین ہے عن ابن عمر ان النبی صلعم ضرب وغرب وان ابابکر ضرب وغرب وان عمر ضرب وغرب **اقول** حنفیہ کہتے ہین کہ بفحوائے آیہ کریمہ فاجلدوا کل واحد منہما زنا کی حد صرف جلد ہے - تغریب داخل حد نہین - بلکہ از قبیل سیاست ہے جو رأے امام پر مفوض ہے ان حضرات کی تغریب سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ جلا وطن کر دینا داخل حد ہے - حضرت عمر رضہ نے ایک شارب خمر کو کوڑے مار کر شام کیطرف نکلوا دیا تھا تو کیا یہ تغریب بھی داخل حد کہی جائیگی - **قولہ** دوم مسند امام احمد جلد اول صفحہ ۱۱۶ مین ہے ان شراحۃ الہمدانیۃ الخ **اقول** شراحہ ہمدانیہ کو کوڑے لگا کر پھر رجم کرنا حضرت علی کا اجتہاد تھا - حضرت عمر رضہ نے اسکے خلاف کیا ہے چنانچہ امام رافعی نے شرح وجیز مین لکھا ہے وما نقل عن علی فعن عمر خلافہ رسول خدا صلعم سے بھی رجم کے ساتھ جلد ثابت نہین - اس مسئلہ مین حنفیہ کا مسلک نہایت قوی ہے **قولہ** سوم ترمذی جلد اول صفحہ ۱۱۹ مین ہے قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر یمشون امام الجنازۃ **اقول** اس روایت کے موصول ہونے مین محدثین کو کلام ہے امام احمد کا قول ہے حدیث ابن عیینۃ وہم ترمذی نے لکھا ہے واہل الحدیث کلہم یرون ان الحدیث المرسل فی ذلک اصح حافظ ابن حجر نے تلخیص الحبیر مین لکھا ہے قال احمد انما ہو عن الزہری مرسل اور اوسی تلخیص مین ہے قال النسائی وصلہ خطأ والصواب مرسل **قولہ** حنفیون کے نزدیک آگے جنازہ کے چلنا مکروہ ہے **اقول** آپ کی روایت منقولہ سے اگر آگے چلنا جائز نکلتا ہے تو دوسری روایتون سے کراہت ثابت ہوتی ہے - جواز کراہت کے مخالف نہین کل حدیثون کے ملانے سے جواز مع الکراہتہ نکلتا ہے - اب مشی خلف الجنازہ کی روایتین ملاحظہ ہون عبد الرزاق اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے باسناد ہما روایت کی ہے عن عبد الرحمن بن ابی ابزی عن ابیہ قال کنت فی جنازۃ

کان الطعن فی عہد رسول اللہ صلعم وابابکر و عمر

ابو بکر و عمر یمشیان امامها و علی یمشی خلفها فقلت لعلی اراک تمشی
خلف الجنازة وھذان یمشیان امامها فقال علی لقد علما ان
فضل المشی خلفها علی المشی امامها کفضل صلوة الجماعة علی
الفذ رای علی العری ولکنهما احبّا ان ییسروا علی الناس اس روایت
کی سند صحیح ہے اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے بسند صحیح روایت کی ہے
عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان اباہ قال لہ کن خلف الجنازة
فان مقدمها للملائکة وخلفها لبنی آدم اور عبد الرزاق
نے روایت کی ہے اخبرنا معمر عن ابن طاؤس عن ابیہ قال ما مشی
رسول اللہ صلعم حتی مات الا خلف الجنازة یہ مرسل صحیح ہے۔
ان روایات سے مشی خلف الجنازہ کی افضلیت ثابت ہے قولہ چہارم زیلعی بین ہے
رواہ عبد الرزاق فی مصنفه اخبرنا ابراهیم بن ابی یحیی عن جعفر بن
محمد عن ابیہ قال قال علی یکبر فی الاضحی والفطر والاستسقا سبعًا
فی الاولی وخمسًا فی الاخری ویصلی قبل الخطبة ویجهر بالقراءة
قال وکان رسول اللہ صلعم وابو بکر وعمر وعثمان یفعلون
ذلک اقول مجھے حیرت ہے کہ آپ نے ایسی روایت پیش کی جو نہایت ہی ضعیف
بلکہ موضوع ہے۔ ابراہیم بن ابی یحیے پر سخت جرحیں ہوئی ہین۔ امام ذہبی کے
میزان سے ثابت ہو کہ یحیے بن سعید قطان نے انکو کذاب کہا ہے۔ امام احمد نے
ترکوا حدیثہ فرمایا ہے۔ امام بخاری نے ترکہ ابن المبارک والناس کہا ہے
ابن معین نے کہا ہو کذاب رافضی۔ حافظ ابن حجر نے تقریب مین لکھا ہے متروک
صاحب خلاصہ نے لکھا ہے ابراھیم بن محمد بن ابی یحیی سمعان و
ھو ابراھیم بن ابی یحیی وابراھیم بن محمد بن ابی عطاء الاسلمی
ابو اسحق المدنی احد الاعلام علی ضعفه اسکے علاوہ یہ روایت منقطع
بھی ہے۔ امام جعفر رض کے باپ محمد یعنی امام باقر صادق رض نے حضرت علی کو نہین پایا کیونکہ

انکے باپ زین العابدین علی بن الحسین رضہ کو بھی حضرت علی رضہ سے سماع نہین خلاصہ
مین لکھا ہے عن جدہ مرسلا - اس روایت کے پیش کرنے سے ارباب انصاف پر
خوب ظاہر ہے کہ فن حدیث مین ہمارے حضرت بنارسی کا مبلغ علم کیا ہے قولہ اور مسند
امام احمد مطبوعہ مصر مین ہے قال صلیت خلف عثمان العید فکبر سبعًا وخمسًا
اقول اس روایت کی سند مین محبوب بن محرز عن ابراہیم بن عبداللہ بن فروخ ہین
ابراہیم کی تعدیل کتب رجال مین پائی نہین جاتی - اور محبوب بن محرز کی نسبت حافظ
نے تقریب مین لین الحدیث لکھا ہے - اور تہذیب مین ہے کہ ابو حاتم نے
کہا ہے لایحتج بہ - اور میزان مین لکھا ہے ضعفہ الدارقطنی قولہ
پنجم موطا امام مالک مین ہے - ان عمر بن الخطاب کتب الی عمالہ الخ اقول
موطا مین اسکی سند یون لکھی ہے مالک عن نافع مولی عبداللہ بن عمر ان عمر بن الخطاب کتب
الی عمالہ الخ یہ روایت بھی منقطع ہی نافع نے عمر رضہ کو نہین پایا - اور حضرت عمر رضہ کے اس فرمانے سے کہ نماز
ایک مثل تک پڑھا کرو یہ نہین ثابت ہوتا کہ بعد مثل جائز نہین - حدیث سائل مین مروی ہی کہ آنحضرت
نے عشا کی نماز پہلے روز وقت غیبوبت شفق پڑھی اور دوسرے روز تہائی رات گزری - اور آپ نے فرمایا
الوقت بین ھذین اخرجہ مسلم اب فرمائیے کہ کیا ثلث رات گزر جانے کے
بعد نماز عشا جائز نہین قولہ یہ پانچ مثالین ناظرین منصفین کے واسطے کافی وافی
شافی ہین اقول اولًا ان روایات مین سے اکثر کی سند ضعیف ہے کما مر ثانیًا
ان مین سے کوئی مثال ممثل لہ کے مطابق نہین کما لایخفی علی الماہرین قولہ سنن
کبرے بیہقی مین ہے اقول اس روایت کی نسبت جلاء اور مجلی دونون مین
لکھا جا چکا کہ بوجہ انقطاع سند ضعیف ہے قولہ کوئی دلیل اسپر نہین لکھی الخ اقول
مین نے انقطاع سند کی یہ دلیل لکھی ہے کہ صفار کا سماع سلمی سے ثابت نہین - جو
لوگ اس سند کی صحت اور عدم انقطاع کے مدعی ہین اونکو چاہیے کہ سماع ثابت
کرین بڑی حیرت کی بات ہے کہ ثبوت سماع کی دلیل آپ نے لکھی نہین اور منکر سماع
سے عدم ثبوت کی دلیل کے طالب ہین - اچھا تعجب آپ حضرات اثبات سماع سے

عاجز ہو جائینگے اوسوقت مین احسناً ما عدم سماع کی دلیل بھی لکھدونگا۔ سردست اثبات ضعف کے لئے میرا اسی قدر کہدینا کافی ہے کہ سماع ثابت نہین۔ **قولہ** محمد بن عبداللہ صفار لفظ قال سے محمد بن اسمٰعیل سے روایت کرتے ہین قال اور عن کا مفاد ایک ہے۔ **اقول** یہ بہت صحیح ارشاد ہوا اگر حدیث معنعن جب متصل سمجھی جاتی ہے کہ راوی اور مروی عنہ مین فی الجملہ سماع بھی ثابت ہو **مقدمہ** ابن صلاح مین ہے وقد منافی فصل الاسناد المعنعن ان ذلک وما اشبہ من الالفاظ محمول عندہم علی السماع اذا عرف لقائہ لہ وسماعہ منہ علی الجملۃ جب فی الجملہ سماع بھی ثابت نہین تو لفظ قال کیا بکار آمد ہو سکتا ہے۔ **قولہ** اس آپ کے اعتراض سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو اصول حدیث سے کچھ ممارست نہین ہے۔ **اقول** آپ اس قسم کے الفاظ فرمانے چلے جائین ماہرین فن اسکی داد دینگے۔ اور مجھے تو خاص مزا ملتا ہے۔ خدا زندہ رکھے آپکا دم غنیمت ہے۔ **قولہ** یہ کیسی جہالت ہے عبدالرزاق کہہ رہے ہین کہ ابن جریج رفع یدین کرتے تھے۔ پھر اونھون نے سند پوری بیان کردی کہ ابن جریج نے عطار سے نماز کو سیکھا عطا نے ابن زبیر سے ابن زبیر نے ابوبکر صدیق رض سے۔ اب انقطاع کہان سے آگیا۔ **اقول** عبدالرزاق نے نہ ابوبکر رض و ابن زبیر رض کا زمانہ پایا نہ عطار کا اونکو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ ان حضرات نے ایک دوسرے سے نماز سیکھی ہے۔ اسکی مفصل بحث **مجلی** مین گزر چکی۔ افسوس اسکے سوا اور کیا کہون۔ آدمیان گم شدند ملک خدا خر گرفت **قولہ** حاکم نے اسکی سندکو صحیح کہا ہے۔ **اقول** تصحیح کے باب مین حاکم کا تساہل **مجلی** مین لکھا جاچکا **قولہ** خاکسار نے اس روایت کو قلمی نسخون مین ایسا ہی پایا **اقول** اگر آپ سچے ہین اون نسخون کا پورا پتہ لکھئے کہ مین بھی مستفید ہون **قولہ** محض دھوکا ہے **اقول** المرء یقیس علی نفسہ **قولہ** اگر یہ ابن عمر کا فعل مانا جاوے تو تقابل اثر حضرت عمر کا کیسے صحیح ہوگا **اقول** کبھی کبھی محدثین ایک صحابی کے اثر کے خلاف مین دوسرے صحابی کا اثر نقل کرکے کہدیتے ہین کہ ان دونون اثرون مین تعارض ہے۔ ایسے مقام مین وہ اصطلاحی تعارض مراد نہین ہوتا بلکہ مخالفت و تضاد کے معنی مراد ہوتے ہین۔

حاکم نے بھی تعارض سے وہی معنے تضاد مراد رکھے ہین قولہ وہ اثر دوسرا ہے یہ دوسرا
اقول ماشاءاللہ ہمارے بنارسی صاحب لف قول محلی سے بھی چار ہاتھ اونچا جاتے ہین
یہ جواب اوس غریب کو بھی نہین سوجھا۔ حضرت نے ایسی بات کہی کہ بیساختہ ہنسی آگئی
اچھا یہی سہی مگر تساہل حاکم کا کیا جواب ہے۔ قولہ رشدین بن سعد کی نسبت اگرچہ
اقوال ائمہ کے مختلف ہین مگر ترمذی نے انکی حدیث کی تحسین کی ہے۔ اقول مختلف ہین
تو ہوا کرین۔ حافظ ابن حجر نے تقریب مین جس مین اعدل قول لکھنے کا وعدہ کیا ہے
انکو ضعیف لکھا ہے۔ قولہ تحسین ترمذی کو آپ مانتے ہین اقول ایک آدھ جگہ
تحسین ترمذی نقل کرنے سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ اونکی ہر تحسین کو مین مانتا ہون۔
قولہ اگر نہ مانئے تو حدیث عبداللہ بن مسعود الخ اقول اس روایت کی صحت
اونکی تحسین پر موقوف نہین۔ بلکہ اصول حدیث کے رو سے وہ روایت صحیح ہے۔ جس
رو سے لوگون نے تضعیف کی ہے۔ وہ صحیح نہین۔ رہی تحسین ترمذی وتصحیح ابن حزم
پیش کرنے سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ بعض محدثین نے تحسین وتصحیح بھی کی ہے۔ قولہ
اسکے جواب مین حافظ ابن حجر نے درایہ مین فرمایا ہے وقد رواہ الثوری الخ اقول
یہ قول خاص حافظ کا نہین بلکہ حاکم کا ہے جسکو ابن حجر نے نقل کیا ہے۔ آپ نے لوگونکو
دھوکا دینے کے لئے اوپر کی عبارت حذف کردی۔ اور ایسی عبارت لکھی جس سے بظاہر
سمجھا جاتا ہے کہ خود حافظ کا قول ہے۔ بہرکیف حاکم کے تساہل کا حال لکھا جاچکا۔ اور اس
قول کا جواب باصواب بھی علامہ ابن دقیق العید مالکی کے کلام سے دیا جاچکا قولہ
اوس مین دو راوی متکلم فیہ ہین اول ابوبکر بن عبداللہ بن قطاف میزان مین ہے۔
وتکلم فیہ ابن حبان وغیرہ اقول کونسا راوی ہے جو جرح سے بچا ہے الا ماشاء
اللہ جب ابوبکر نہشلی سے مسلم نے احتجاج کیا ہے۔ امام ذہبی نے ھو حسن الحدیث
صدوق لکھا ہے تو ابن حبان وغیرہ کے کلام کرنے سے کیا ہوسکتا ہے۔ پہلے مسلم کے
اصول کل شیونکو ضعیف مان لیجئے پھر گفتگو کیجئے۔ قولہ دوسرے راوی عاصم بن کلیب الخ
اقول عاصم بن کلیب سے بھی مسلم نے احتجاج کیا ہے۔ امام بخاری نے ان سے اپنی

صحیح مین تعلیقاً روایت کی ہے - علامہ ابن دقیق العید نے اپنی کتاب امام
مین تحت اثر ابن مسعود لکھا ہے فقد اخرج له مسلم حدیثه عن ابی بردہ عن
علی فی الهدی اور تذکرۃ القاری مین لکھا ہے عاصم بن کلیب بن شهاب
ابن المجنون الجرمی صدوق وثقه یحیی بن معین والنسائی روی له
مسلم واصحاب السنن الاربعة وعلق له البخاری - پہلے بنارسی صاحب
مسلم کی روایت کا ضعیف ہونا اقرار کرین پھر عاصم کی تضعیف کرین - کیا قیامت ہے
حافظ ابن حجر نے تو درایہ مین یہ اثر نقل کرکے لکھا ہے رجاله ثقات - اور آپ
نہشلی اور عاصم کی تضعیف کرنے لگے - حضرت سے تو بیچارہ غریب صاحب قول محلی اچھا
ہے کہ اوسنے ایسے مواقع مین صحیحین کا بہت کچھ پاس کیا ہے - اصل یہ ہے کہ ہمارے
دوست حضرت بنارسی نے انصاف کو بالکل بالاے طاق رکھدیا ہے - اور دل مین جو
آتا ہے کہہ ڈالتے ہین نہ اسی کا خیال کہ دنیا کیا کہے گی - اور نہ اسی کا لحاظ کہ یہ دینی مباحث
ہین ایک روز خدا کو منہ دکھانا ہے - دیدہ و دانستہ خلاف حق لکھنا زیبا نہین -

والسلام علی من اتبع الهدی

اعلان - مین نے حبل المتین مین آنحضرت صلعم کے رفع صوت بآمین کو تعوذ و ثنا وغیرہ کی رفع صوت پر قیاس کرکے
تعلیم پر محمول کیا ہے - الحمد للہ بفضلہ تعالی مجھے ایک روایت بھی ملگئی ہے جو ہدیۂ ناظرین ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ وہ رفع
صوت تعلیماً تھا حافظ ابو بشر دولابی نے اپنی کتاب الاسماء والکنی مین روایت کی ہے حدثنا الحسن بن علی بن عفان
قال حدثنا الحسن بن عطیة قال انبانا یحیی بن سلمة بن کهیل عن ابیه عن ابی سکن حجر بن عنبس
الثقفی قال سمعت وائل بن حجر الحضرمی یقول رایت رسول اللہ صلعم حین فرغ من الصلوۃ
حتی رایت خده من هذا الجانب ومن هذا الجانب وقرا غیر المغضوب علیهم ولا الضالین
فقال آمین یمد بها صوته ما اراه الا یعلمنا انتهی -

له مجھے یہ روایت [illegible] مولانا شیخ [illegible] سے ملی ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

الکلام المستحسن فی رد التعقب الحسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والشکر لہ والصلوۃ والسلام علی محمد ن الذی اکرمکم
اما بعد مین نے رسالہ جلاء العین کے آخر مین ایک عربی رسالہ تبیان التحقیق
نام شائع کیا ہے جسمین چند مختلف مباحث مفیدہ درج کئے ہین۔ بفضلہ تعالے
اس رسالے کی عربی عبارت کچھ ایسی ادیبانہ واقع ہوئی ہے کہ اکثر اون حضرات نے جنکو
فن ادب مین مہارت تامّہ ہی نہایت تعریف کی اور اوسمین جو مباحث جلیلہ وفوائد جزیلہ
لکھے گئے ہین اونکی قدر وہی حضرات کرسکتے ہین جنکو علم حدیث مین مذاق کامل ہے۔
فی الحال اوسکا جواب بھی مولف قول محلیؒ نے باعانت اعوان وانصار شائع
کیا ہے جسکا نام التعقب الحسن علی المولوی ظہیر احسن
رکھا ہے۔ خدا جانے میری عبارت عربیہ معترض صاحب کی سمجھ مین آئی یا نہین کہ اکثر
بے محل ایرادات کئے ہین عبارت عربیہ ایسی لکھی ہے جیسی بنگالیون کی زبان اُردو۔
صلات ومحاورات والفاظ کے اغلاط کی اسقدر بھرمار ہے کہ رسالہ کیا ہے اعجوبہ روزگار
ہے۔ جی چاہتا ہے کہ مین بھی جواب الجواب عربی ہی مین لکھون مگر کیا خاک لکھون جب
معترض کی سمجھ ہی مین نہ آیا تو پھر کیا فائدہ۔ مجبوراً اردو ہی مین لکھتا ہون کہ عام فہم عبارت
ہونے کی وجہ سے حضرت معترض اور دیگر حضرات مستفید ہون۔ اسدفعہ معترض صاحب کی

جدید عنایت یہ ہوئی ہی کہ نوح پر ایسے چند استفسار درج کئے ہین جنمین علانیہ میری ہجو کیگئی ہے مین اصل
مباحث سے کنارہ کش ہو کر اس قسم کی خرخرفات مین پڑکر وقت ضائع کرنا پسند نہین کرتا ورنہ کون شخص ہی
جو میری شاعری کا حال نہین جانتا وما توفیقی الا باللہ قولہ وحرّرتہا الخ اقول دیکھئے بسم اللہ ہی غلط
نصرکے حق مین یہان حرّرتہا صحیح نہین کتبت چاہئے عربی مین تحریر اور کتابت دونون کا مفہوم ایک نہین
منتخب مین تحریر کے معنی لکھے ہین کلام را پاک کردن از حشو و زوائد غرضکہ مقام مر یا انکسار مین یہ لفظ
بالکل غلط ہے ہان فارسی اردو مین لکھنے کے معنون مین یہ لفظ بہت مستعمل ہوا ہی یہ ایک ایسی
غلطی ہے کہ اکثر وہ حضرات جنکو علم ادب مین دخل نہین اون سے سرزد ہو جاتی ہے اور ہمارے معترض
صاحب بھی جا بجا لکھ گئے ہین ع قیاس کن ز گلستان من بہار مرا۔ قولہ ثم اعلم ان الکتاب
المذکور علی ما صرح بہ المؤلف لم یبلغ الاختتام بل انما بلغ الی الآن کتاب الصیام
اقول یہ محض غلط ہے مؤلف نے کہین نہین لکھا کہ آثار السنن کتاب الصیام تک پہونچی ہے اور
کیونکر لکھتا ابھی تو آخر ابواب الصلوٰۃ تک تالیف ہوئی ہے چنانچہ تبیان کے دیباچہ مین یہ عبارت
موجود ہی قد بلغ من کتاب الطہارۃ الی آخر ابواب الصلوٰۃ واسلوبہ کبلوغ المرام والمشکوٰۃ معترض نے
صرف اختتام کے سجع کی رعایت کیلئے کتاب الصلوٰۃ کے بدلے کتاب الصیام لکھدیا معاذ اللہ اس کذب و
غلط بیانی کا بھی کوئی ٹھکانا ہی قولہ قلنا لیس الامر کما ظن الخ اقول مین نے جو روایت ابن خزیمہ کی سند
مین مومل بن اسمعیل کا ہونا لکھا ہے صرف ظن پر نہین بلکہ علامہ ابن قیم کی یہ عبارت پیش کی ہے
لم یقل علی صدرہ غیر مومل بن اسمعیل معترض نے اسکا تو کچھ جواب نہین دیا اور یہ دھر گھسیٹا کہ یہ
وہی حدیث ہی جسکو مسلم نے بدون ذکر محل روایت کیا ہی مین پوچھتا ہون کہ مسلم کی روایت کرنے سے یہ کیونکر
ثابت ہو گیا کہ ابن خزیمہ نے جو حدیث روایت کی ہے اوسکی سند بھی وہی ہی جو مسلم کی ہے۔ ماشاء اللہ آپکی
باتین بھی اعجوبہ روزگار ہین قولہ وقد اقرّ الخ اقول اولاً صحیح ابن خزیمہ کہنے سے یہ ثابت نہین ہوتا
کہ ان حضرات کے نزدیک بھی وہ روایت صحیح ہی ثانیاً جب مین نے یہ ثابت کر دیا کہ سند مین فلان راوی مجروح
ہے اور متن مین اضطراب ہی تو کسی کی تصحیح کیا کار آمد ہو سکتی ہے معترض کو لازم تھا کہ علامہ ابن قیم
کی عبارت کا جواب دیتے اور اضطراب دفع کرتے قولہ قلنا غایۃ ما قیل فی حقہ الخ اقول مین نے
مکحول کا مدلس ہونا ثابت کر دیا ہی اور مدلس کا عنعنہ مقبول نہین تدلیس کی جرح اوٹھا دیجئے پھر اور کچھ فرمائیے

قوله ص فانظر الی هذه العبارة کیف دلت علی ان مکحولا سمع من محمود بن الربیع اقول آپ
لیتا ہی کون ہی کہ مکحول نے محمود سے کوئی روایت سنی ہی ہی نہین بحث یہ ہی کہ مکحول مدلس ہین اور عن کے ساتھ
یہ حدیث روایت کی ہی مدلس کا عنعنہ مقبول نہین قوله ص ثم انظر الی صنیع الدارقطنی الخ مین نے
خود تحسین دارقطنی پر کلام کیا ہی پھر اوسکو پیش کیا کرنے لگے قوله ص قد رواها ابو قلابة عن انس الخ
اقول یہ طریق غیر محفوظ ہی چنانچہ بیہقی نے لکھا ہی ان طریق ابی قلابة عن انس لیست بمحفوظة قوله ص
ثم اعلّ بان مکحولا الخ اقول آپ سمجھے کیا مین نے اس سے مکحول کی تدلیس دکھائی ہی قوله ادخله فی الثقات
اقول اولًا ابن حبان کی توثیق چندان معتبر نہین مجمع الزوائد دیکھنے سے آپ پر ثابت ہو جائیگا کہ سیکڑون
ضعفا کو انھون نے کتاب الثقات مین داخل کر دیا ہی ثانیًا خود ابن حبان نے ثقات مین داخل کرکے انکی نسبت
لکھدیا ہی حدیثه معلل قوله ص کیف یکون نافع بن محمود مستورا الخ اقول حافظ ابن حجر سے پوچھیے کہ
تقریب مین کیونکر انکو مستور لکھدیا قوله ص واما قوله بان حدیثه معلل فلا یظهر وجه التعلیل اقول حافظ
ذہبی نے میزان مین لکھا ہی نافع بن محمود المقدسی عن عبادة فی القرأة خلف الامام وعنه حرام بن حکیم لا یعرف بغیر
هذا الحدیث ولا هو فی کتاب البخاری وابن ابی حاتم ذکره ابن حبان فی الثقات وقال حدیثه معلل اور عنعنہ مکحول سے
ایضًا قوله ص فانه تقبل زیادة علقمة الخ اقول زیادت ثقہ مقبول ہی مگر عمومًا نہین حافظ زیلعی نے نصب الرایہ مین
لکھا ہی الصحیح التفصیل وهو انها تقبل فی موضع دون موضع الخ قوله ص ثم اعلّ بان جملة الا استثنا
لیست بمحفوظة الخ اقول جملہ استثناء کے غیر محفوظ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اکثر حفاظ اثبات
کی روایت مین یہ زیادت نہین اور بعض رواۃ کی روایت مین یہ زیادت ہی وہ احفظ واثبت نہین قوله ص قد غفل
المؤلف ههنا عن مسئلة اصول الحدیث فقد تقرر فی الاصول ان العنعنة حجة بشرط ان لا یکون
المعنعن مدلسا اقول کیا خوب سمجھے تو شان خدا یا ذاتی ہی کہ خود نا واقف اور مجیب الزام۔ بندہ خدا عنعنہ
جب اتصال پر محمول ہوتا ہے کہ راوی اور مروی عنہ کا زمانہ ایک ہو مسلم کے نزدیک صرف معاصرت کافی ہی اور
بخاری کے نزدیک تلاقی شرط ہی چنانچہ شیخ دہلوی نے مقدمہ شرح مشکوۃ مین لکھدیا ہے والشرط فی العنعنة المعاصرة
عند مسلم واللقاء عند البخاری والاخذ عند قوم آخرین جب یہ معلوم ہو چکا تو روایت محمد بن ابی عائشہ اس
وجہ سے متصل نہین ہو سکتی کہ وہ طبقہ رابعہ سے ہین جنکے اکثر روایات تابعین سے ہین اونھون نے عن رجل من
الصحابة کہا ہی اوس صحابی کا نام نہین لیا کہ دیکھا جاتا کہ آیا معاصرت و لقاء ہی یا نہین پس بوجہ عدم ثبوت

معاصرت وہ روایت متصل السند نہین ہوسکتی - کہئے اب حضور والا کی سمجھ مین آیا یا نہین - قولہ فقلنا الیس فی شی من الطریقین مایدل علی ان النبی صلعم لم یقلہا الامرۃ واحدۃ الخ اقول اچھا آپ حضرات ایک ہی دفعہ جو آمین کہتے ہین آخر اوسکی وجہ کیا ہے تین دفعہ کیون نہین کہتے - قولہ مبنی علی انہ لم ینقل المولف الخ اقول مولف نے اگر سند نہین نقل کی توکیا ہوا حافظ ہیثمی کی توثیق تو نقل کی ہے یہ توثیق جب غیر مفید ہوتی کہ کسی محدث نے اسپر کلام کیا ہوتا قولہ ففیہ کلام من وجوہ الخ اقول حبل المتین کو بغور دیکھنے سے یہ کل وجوہ باطل ثابت ہوتے ہین قولہ الصواب بوجہ صحیح الخ اقول علقمہ کے حدثنی ابی کہنے سے سماع ثابت ہوتا ہے اس قول کی آخر کچھ سند ہی یا نہین اگر مولف نے باسناد صحیح کہا توکیا مضائقہ قولہ فجوابہ ان ھذا الاختلاف انما یجی عن ابی ھریرۃ الخ اقول جب خود ابوہریرہ نے اختلاف کیا کہ کبھی ظہر کہا کبھی عصر تو اضطراب مین کیا شک رہا اور اگر عصر والی روایت مرجح ہے تو ظہر والی روایت جو صحیحین مین موجود ہی کیا کہلائیگی قولہ واما قال وفی اکثر الروایات الخ اقول اگر رکعتین کو ترجیح ہے تو تین رکعت والی روایت جو صحیح مسلم مین موجود ہی وہ صحیح رہی یا ضعیف ہوگئی قولہ فجوابہ بما قال الحافظ الخ اقول حافظ نے جو جواب دیا ہے نہایت رکیک ہی آنحضرت صلعم مسجد مین لکڑی پر ٹیک لگائے دیر تک تشریف رکھین اور پھر بعض رواۃ یہ کہین کہ آپ حجرہ مین چلے گئے نہایت ہی مستبعد ہے دیکھو علامہ شوکانی نے نیل الاوطار مین اس قسم کی تاویلات کو نہایت ہی رکیک قرار دیا ہے قولہ فعلی ھذا انکون الروایۃ التی اشار الیہا المولف شاذۃ اقول جو کچھ ہو مگر سجدہ سہو کے کرنے نکرنے مین روایتین مختلف توہوگئین رہا شاذ ہونا وہ جب صحیح ہو کہ تفرد ثابت ہو قولہ ثم لنا الخ اقول اگر نفس قصہ سہو اور جواب و سوال مین اختلاف نہین ہی تو ہو مولف کو اس سے بحث نہین - صرف یہ دکھانا مقصود ہی کہ واقعہ ذی الیدین مین اضطراب ضرور ہے - علامہ شوکانی نے جب دیکھا کہ اتحاد واقعہ کے تسلیم کرنے مین بڑی خرابیان ہین تو تعدد واقعات کے قائل ہوئے چنانچہ نیل الاوطار مین لکھا ہے لان دعوی الاتحاد تحتاج الی تاویلات متعسفۃ ہرچند تاویلات رکیک کے بچنے سے انھون نے تعدد واقعات کو تسلیم کیا مگر حق یہ ہے کہ واقعہ متحد ہے جیساکہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے قولہ وقد صرح المحدثون ان ذا الیدین سلمی وذا الشمالین خزاعی اقول کیا ایک ہی شخص سلمی اور خزاعی نہین ہوسکتا - دیکھو بہتیرے

حضرات بھی کہلاتے ہین اور شیخ بھی ذوالیدین کو ابن سعد نے خزاعی کہا ہے وہ اپنے طبقات مین لکھتے ہین
ذو الیدین ویقال ذو الشمالین اسمہ عمیر بن عمرو بن نضلۃ من خزاعۃ
ظاہر ہے کہ اسمہ کی ضمیر ذوالیدین کیطرف راجع ہے قولہ وایضاً قد جاء فی روایۃ عند مسلم الخ
اقول جب دونون ایک شخص ہین تو یہ کہا جائیگا کہ اونکو لوگ خرباق بھی کہتے تھے اور عمیر بھی
قولہ فانظر الی ہذہ الروایات کیف خالفت روایۃ الزہری الخ اقول ذوالیدین
کو ذوالشمالین کہنے مین صرف زہری متفرد نہین جیسا جمہور محدثین کا خیال ہے بلکہ عمران بن ابی انس
اونکو متابع ہین قولہ فہذہ الروایۃ ضعیفۃ الخ اقول یہ روایت ضعیف نہین بلکہ حسن ہے عبداللہ
بن عمر بن حفص عمری مین اگرچہ اختلاف ہے مگر حق یہ ہے کہ چونکہ رجال مسلم سے ہین اور ابن معین
وغیرہ نے توثیق کی ہے لہذا حسن الحدیث ہین صاحب مشکوۃ نے اکمال مین اور علامہ ذہبی نے کاشف مین
لکھا ہے قال ابن معین صویلح وقال ابن عدی لا باس بہ صرف کلمات تعدیل لکھے جرح کے الفاظ نقل
نہین کئے اور میزان مین ذہبی نے اپنا قول یہ لکھا ہے صدوق فی حفظہ شی اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے
کہ صالح الحدیث ہین حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد باب غسل الکافر مین ایک روایت نقل کرکے لکھا ہے وقال
ابو یعلی عن رجل عن سعید المقبری قال فانکان ہو العمری فالحدیث حسن غرضکہ یہ حسن الحدیث
ہین خصوصاً ایسی حالت مین کہ نافع سے روایت کی ہے میزان مین ہے قال الدارمی کیف حالہ فی نافع
قال صالح ثقۃ۔ انکے باب مین صاحب تقریب کا قلم جادہ اعتدال سے باہر ہو گیا ہے قولہ واما ذوالیدین
فتاخر بعد النبی صلعم علم الخ اقول ذوالیدین کا بعد عہد نبوی زندہ رہنا کسی روایت صحیحہ سے
ثابت نہین طبرانی وغیرہ کی جن روایات سے یہ نکلتا ہے وہ محض ضعیف ہین اور انکا آپ کے زمانے
مین مقتول ہو جانا روایات صحیحہ سے ثابت ہے قولہ وعمران ایضاً من متاخری الاسلام الخ اقول
واقعہ ذوالیدین مین عمران کا حضور کسی روایت سے ثابت نہین کیا ایک صحابی دوسرے صحابی سے مرسلا
روایت نہین کرتے تھے قولہ واذا عرفت ہذا کلہ الخ اقول معترض نے جو چند علما کے
اقوال لکھے ہین وہ مولف پر حجت نہین ہو سکتے کیونکہ اسکا تو اقرار ہی ہے کہ اکثر محدثین اسکے خلاف ہین
یہ نے محققانہ وہ بحث لکھی ہے نہ مقلدانہ قولہ اخبرنا معدی بن سلیمان قال نا شعیب بن مطیر
عن ابیہ مطیر الخ اقول اس روایت سے احتجاج درست نہین نہایت ہی ضعیف ہے معدی بن سلیمان

کو تقریب وغیرہ مین ضعیف لکھا ہے شعیب مجاہیل سے ہین مطر کی نسبت امام بخاری نے کہا ہو لیس بحدیثہ شیٔ ضعیف کاشف
مین بھی علامہ ذہبی نے یہی لکھا ہی جس روایت مین تین راوی ضعیف ہون اوسکے ضعف کا کیا ذکر قولہ فقال
شہر فلان انہ رای الھلال فقال عمر اوذوالیدین ھو اقول یہان ذوالیدین سے وہ ذات معین
مقصود نہین بلکہ جسطرح مرد سخی کو حاتم اور مرد شجاع کو رستم کہتے ہین عمر بن عبدالعزیز نے اوس شخص کو
جس نے تنہا ہلال دیکھا تھا ذوالیدین کہا فافہم قولہ واما اجابہ الخ اقول یہان پر آپ نے جو کچھ
خامہ فرسائی کی ہے اوسکا جواب اہل علم پر ظاہر ہے مجھے تضیع اوقات کی ضرورت نہین۔
اگر انصاف سے دیکھیے تو ذوالیدین کا قبل اسلام ابی ہریرہ مقتول ہو جانا کیسی عمدہ دلیلون سے
ثابت ہو ایک طحاوی سے بسند حسن عینی نے یہ روایت پیش کردی عن ابن عمر انہ ذکر لہ حدیث
ذی الیدین فقال کان اسلام ابی ھریرۃ بعد ما قتل ذوالیدین یہ ایک ایسی روایت ہی جو تحقیق
فیہ مین نص قاطع ہے دوسرے ذوالشمالین کا بدر مین مقتول ہو جانا سب کے نزدیک مسلم ہے زہری کی روایت
سے ثابت ہی کہ ذوالشمالین ذوالیدین کا نام ہے اسپر جمہور محدثین کیا ابن عبد البر کیا نووی کیا ابن حجر کیا دوسرے
حضرات یہی کہتے چلے آئے کہ زہری کو وہم ہو گیا ہے انکا کوئی متابع نہین۔ اور واقعی آجتک کسی نے
متابعت ثابت نہین کی۔ مین نے بفضلہ تعالیٰ بروایت صحیحہ عمران بن ابی انس کو انکا متابع
ہونا ثابت کردیا اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ اگر مین اسپر تمام عمر ناز کرون تو بجا ہے۔ رہی یہ بحث
کہ اس قسم کا کلام مفسد صلوۃ ہے یا نہین اس سے تبیان التحقیق کو کچھ سروکار نہین
پھر مین کیون ناحق اپنا وقت ضائع کرون۔ والسلام علی من اتبع الھدی

تمت

اطلاع

مؤلف کو آمین کے باب مین ایک جدید روایت ملی ہے جو اس مجموعہ کے صفحہ ۳۴ مین درج ہے
حضرات ناظرین اوسکو ضرور ملاحظہ فرمائین۔

قصیدہ در مدح حضرت پیر و مرشد جناب مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی ظلہٗ

برنگِ بو مری قسمت مین لکھی تھی جو عریانی
جنون نے مجکو بخشی شکلِ گُل صد چاک دامانی

پھرا کرتا ہون مین وحشت زدہ ذراتِ صحرا مین
فلک کی طرح گردش ہے نہین ممکن تن آسانی

کبھی سر پر بگولے ہین کبھی شاخین ببولون کی
یہ زرین سایبان ہین اور وہ چترِ سلیمانی

شکستِ رنگِ عارض نے جو رنگ اپنا جمایا ہے
برستی ہے مری دیوارِ تن سے آج ویرانی

اگر مین جوشِ وحشت مین نکلجاتا ہون راتون کو
چراغِ راہ بنجاتا ہے ہر غولِ بیابانی

مری بے برگیان جب رنگ روپ اپنا دکھاتی ہین
چمن کے زرد پتے کرتے ہین مجھپر زر افشانی

مرے ارمان سب یون بند ہین غمخانۂ دل مین
مقید گوشۂ تاریک مین ہون جیسے زندانی

کھلے ہین داغ سینے مین بھرے ہین اشک دامن مین
مرے دم سے پھلی پھولی ہے کشتِ غم کی دہقانی

مری دلبستگی کھولین گی اکدن باغ کی کلیان
کہے گی زلفِ سنبل ہو بہو میری پریشانی

اگر یونہین برابر زخمِ دل اسکے رہے پیاسے
بکے گی آگ کے مول آل نہ اکدن آبِ پیکانی

خیالِ غیر کا کیا ہو گزر اِس خانۂ دل مین
کیا کرتی ہے معشوقِ ازل کی یاد دربانی

جبین سائی جو کی ہے آستانِ مقصدِ دل پر
چمکتا ہے قمر کی طرح میرا داغِ پیشانی

ذبابِ حرص اگر بیٹھے مرے خوانِ توکل پر
کرے بالِ ہمائے رحمتِ یزدان مگس رانی

کھنچا ہے وادیِ ایمن کا نقشا میری آنکھون مین
نظر آتے ہین کیا کیا جلوۂ انوارِ یزدانی

کسی کا آفتابِ داغِ الفت کیا عیان ہوگا
کہ شکلِ خیطِ ابیض ہے خطِ چاکِ گریبانی

نہین ہے قدر میرے سامنے کچھ ساغرِ جم کی
مرے پہلو مین ہے خود شیشۂ دل جامِ عرفانی

حسینانِ فسونگر کی ادائین کیا لبھائین گی
کہ ہے پیشِ نظر حسنِ عروسِ نظمِ قرآنی

خطوطِ بوریا کو جسم پر تو سمجھتا ہون
گلیمِ فقر کو مین جانتا ہون خزِ سلطانی

بنایا ہی خدا نے دل مرا آئینۂ حکمت
مری نظرون مین ہے شکلِ بدیہی علمِ یونانی

مرادست کرم رکتا نہین ایثار سے دم بھر
لٹاتا ہون ہمیشہ گوہرِ اسرارِ فرقانی

حدیث مصطفےٰ اسے ہے دہن پیمانۂ کوثر
زبان ترمری سے موج بحر فقہ نعمانی

مرے نور یقین سے ہے شبستان جہان روشن
برنگ شمع کافوری سراپا دل ہے نورانی

مین یکتائے زمانہ ہون فصاحت مین بلاغت مین
مرے آگے نہین چل سکتی کچھ سحبان کی سحبانی

کیا کرتا ہے صید اکثر غزالان معانی کو
مرا کلک روان ہے یا کوئی شیر نیستانی

مرے دیوان کا ہے نقطہ نقطہ لولوے لالا
مرے خامے مین مثل ابر نیسان ہے دُرافشانی

مرے اشعار گوہر بار پر ہے فخر عالم کو
مری طبع رسا پر ناز کرتی ہے سخندانی

پھڑک اوٹھتا ہے جو سنتا ہی میری نظم دلکش کو
وہ سامع لکھنوی یا دہلوی ہو یا ہو ایرانی

مین عاشق بھی ہون ناصح بھی ہون شاعر بھی ہون وحشی بھی
مری باتین ہین ہر مجذوب کی صورت سے دیوانی

نہ سمجھے میرے ہمدم بھی یہ سودا مجکو کسکا ہے
کسی نے آجتک میری حقیقت کچھ نہ پہچانی

اوبل پڑتا ہون مثل چشم گریان جوش الفت مین
جناب فضل رحمٰن کا ہے مجکو عشق پنہانی

خدا نے حسن صورت حسن سیرت جسکو بخشا ہے
نگاہ معرفت بین مین نہین جسکا کوئی ثانی

شہ ملک حقیقت بادشاہ کشور معنی
امام علم و دین پیر طریقت شیخ ربانی

مہ برج شریعت آفتاب چرخ یکتائی
چراغ نقشبند و شمع بزم شیخ جیلانی

سخن سنجی جو فیاض ازل نے مجکو بخشی ہے
مناسب ہے جماؤن آج مین رنگ گل افشانی

یہ میدان سخن ہے گو جواب عرصۂ محشر
سمند فکر کی اپنے دکھادون پھر بھی جولانی

ادب سے آئین رحمت کے فرشتے میری محفل مین
کہ مین کرتا ہون اپنے پیر و مرشد کی ثناخوانی

امنگون پر طبیعت ہے سناتا ہون مین وہ مطلع
کہ سنتے ہی پھڑک اوٹھے لحد مین روح خاقانی

مطلع ثانی

جناب فضل رحمٰن پر ہوا جب فضل رحمانی
دل اقدس بنا آئینۂ اسرار ربانی

خدا نے آپ کو آئینۂ قدرت بنایا ہے
نظر آتی ہے جسمین شان حسن صنع یزدانی

توجہ آپ کی جسپر ہوئی وہ ہوگیا کامل
اگر تھا ذرہ سا بن گیا خورشید عرفانی

مسخر کر لیا دم مین پریزادانِ معنی کو
سویدائے دلِ پُرنور ہے مُہرِ سلیمانی

اگر دیکھے عرقہائے جبینِ پاک کے قطرے
ندامت سے ہو پانی پانی آبِ دُرِّ عمانی

جو بیٹھے آپ کے حلقے مین اطمینانِ دل پائے
حضورِ فضلِ رحمٰن کیا چلے افسونِ شیطانی

اگر چاہین سلاطینِ جہان پر ہو شرف حاصل
کہو خاقان و قیصر سے کرین حضرت کی دربانی

سریر آرائے اقلیمِ ولایت وہ ہوئے جب سے
ملا ہے بوریے کو پایہ اورنگِ سلطانی

فضائے کوچہ رشکِ ارم کے آگے محشر مین
خدا جانے مجھے بھائے نہ بھلائے باغِ رضوانی

گھر پر پھر گیا پانی وہان کے سنگریزون سے
خزف پارون سے ہین خونین جگر لعلِ بدخشانی

پئے مہمان نوازی خوانِ نعمت وہ بچھایا ہے
کہ جس پر گیسوون سے حورین کرتی ہین مگس رانی

جو لذت آپ کی نانِ جوین سے دلکو ملتی ہے
نہین ممکن کہ بخشے بادشہ کا خوانِ الوانی

تصور کرتے ہی دم بھر مین روشن خانۂ دل ہے
تعالی اللہ کیا ہی چہرۂ اقدس ہے نورانی

دہن قفلِ درِ معنی ہے دل گنجینۂ عرفان
زبانِ پاک مفتاحِ نکاتِ نظمِ قرآنی
کلید ۱۲

کرم مین بحرِ مواج آپ کی طبعِ مصفا ہے
سراپا موج دریائے عطا ہے جینِ پیشانی

ہوئے سیراب لاکھون اک نگاہِ لطف پرور سے
پلائے سیکڑون پیاسون کو اپنے جامِ احسانی

مگر مین خوبیِ قسمت سے ابتک رہگیا پیاسا
نہ بخشا مجکو خضرِ معرفت نے آبِ حیوانی

یہان تک سوزشِ دل سے لگی ہے آگ سینے مین
کہ مثلِ آبِ گوہر ہوگیا خشک آنکھ کا پانی

تری دریا نوالی کا بہت ہے شور عالم مین
ادھر بھی کچھ کرم ہوا ے سحابِ فضلِ رحمانی

توجہ سے تری بن جاؤنگا مین بحرِ دریا دل
دکھائیگا مرا دامن بہارِ موجِ طوفانی

سمندِ فکر کو سرپٹ کہانتک شوق ہانکوگے
قیامت تک نہو گا طے یہ میدانِ سخن رانی

اوٹھاؤ ہاتھ اب بہرِ دعا حسنِ عقیدت سے
کہ ہو گلگونۂ رخسارۂ مدح و ثنا خوانی

الٰہی بارگاہِ لم یزل مین تیری آیا ہون
کہ ہے درگاہ تیری مرجعِ ہر قاصی و دانی

بحقِ احمدِ مرسل شفیعِ عرصۂ محشر
امامِ انبیا فخرِ رسل سرخیلِ عدنانی

بحقِ حضرتِ بوبکر صدیقِ امامِ حق
بحقِ حضرتِ سلمان گلِ باغِ مسلمانی

بحقِ قاسمِ علمِ حقیقت حضرتِ قاسم
حفیدِ حضرتِ صدیق و قدرِ بحرِ سلمانی

بحقِ جعفر و ہم بایزید قطب بسطامی
بحقِ بو الحسن پیرِ طریقت شیخ خرقانی

بحقِ بوعلی فارمدی پیرِ جہان آرا
بحقِ حضرتِ یوسف ابویعقوب ہمدانی

بحقِ غجدوانی خواجہ عبدالخالقِ کامل
بحقِ حضرتِ عارف دُرِ دریاے عرفانی

بحقِ حضرتِ محمود ابوالخیر آسمان رفعت
بحقِ حضرتِ خواجہ عزیزان کانِ ایقانی

بحقِ حضرتِ بابا بہارِ گلشنِ عرفان
بحقِ شاہ امیر خسروِ ملکِ ہمہ دانی

بحقِ نقشبندِ علم و دین خواجہ بہاؤ الدین
بحقِ حضرتِ خواجہ علاؤ الدین حقانی

بحقِ حضرتِ یعقوب چرخی مہرِ چرخِ دین
بحقِ حضرتِ خواجہ عبید اللہ یزدانی

بحقِ حضرتِ خواجہ محمد زاہدِ کامل
بحقِ حضرتِ درویش شاہِ ملکِ ایمانی

بحقِ خواجگی و خواجہ عبدالباقیِ عارف
بحقِ شیخ احمد زبدۃ الاقطابِ ربانی

بحقِ خواجہ معصوم و بحقِ شیخ ابو القاسم
محمد نقشبند نخلبندِ باغِ ایقانی

بحقِ حجۃ اللہی زبیر خواجہ عالم
بحقِ حضرتِ خواجہ ضیاء اللہ یزدانی

بحقِ حضرتِ آفاق شاہِ کشورِ معنے
بحقِ مرشدِ حق فضلِ رحمن شیخ لاثانی

یہی ہے التجا میری تری درگاہِ عالی مین
طلسم آسا رہے جبتک بقائے عالمِ فانی

رہین جبتک فلک پر قطب دونون ساکن و ثابت
رہے جبتک فسان کی طرح دورِ چرخ گردانی

مہ و انجم فلک پر شمع سان جبتک رہین روشن
رہے خورشید عالمتاب مین جبتک درخشانی

گلون کا گلشنِ ایجاد مین جبتک ہے جوبن
رہین جبتک نہ نغمہ ریز مرغانِ گلستانی

گل افشانی رہے جبتک مرے اشعار رنگین کی
رہے آویزہ گوش جہان جبتک ثنا خوانی

جنابِ پیر و مرشد کا مرے سر پر رہے سایہ
رہے جاری ہمیشہ بحرِ فیضِ فضلِ رحمانی